رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷۔۱۴۔۲۱۔۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

شرح چندہ
مستطیع ... | معاونین ۱۰ | عام ۵ | طلباء ۳ | ششماہی ۲

قیمت فی پرچہ ۱؍

ایڈیٹر قاضی ظہور الدین اکمل

فاروق

انڈیا سے باہر پانچ روپے (صہ)

جلد (۱۳) | قادیان مورخہ ۱۴ ؍ نومبر ۱۹۲۸ء مطابق ۲۳ / ۳۰ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ | نمبر ۲۹ / ۳۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے گھٹنے پر پھوڑا نکلنے سے تکلیف رہی اور حضور نمازوں میں بھی تشریف نہیں لا سکے اب خدا کے فضل سے زخم اچھا ہو گیا ہے۔ لیکن ابھی تک چلنے پھرنے سے تکلیف کا احتمال ہے۔ حضور نے ۹ ؍ نومبر کو جمعہ خود پڑھایا۔ اور نمازوں میں بھی تشریف لاتے رہے احباب خاص طور پر توجہ سے حضور کی صحت کیلئے دعا کریں۔

(۲) سالانہ جلسہ کی تیاریاں شروع ہو گئی ہیں۔ امسال کے جلسہ کیلئے احباب کو پوری مستعدی سے اخراجات جلسہ کیلئے جلد سے جلد چندے ارسال کرنے چاہئیں اور جلسہ پر آنے کے لئے ابھی سے عزم مصمم کر لینا۔ اور تمام احمدی احباب کو غیر احمدی اصحاب کو بھی زبردست تحریک کرنی ضروری ہے۔

(۳) خاکسار ایڈیٹر فاروق ۲۸ ؍ اکتوبر کا پرچہ شائع کر کے لائلپور آریہ سماج کے مناظرہ پر گیا تھا جس کی مختصر رپورٹ اسی پرچہ میں دوسری جگہ درج ہے وہاں سے ۶ ؍ نومبر کو واپس آیا اسلئے ۷ ؍ نومبر کا پرچہ بر وقت نہیں چھپ سکا مجبوراً دو ہفتہ یعنی ۱۴ ؍ نومبر کا پرچہ اکٹھا شائع کرنا پڑا جس کے لئے معافی کا خواستگار ہوں اگر ایک ایک خریدار جلد خریداران فاروق عطا کریں تو انشاء اللہ ایک اسسٹنٹ ایڈیٹر رکھا جا سکتا ہے اور اخبار بھی اس سے بہتر مضامین لیکر نکل سکتا ہے۔ ایک ایک خریدار پیدا کر لینا

نیش عقرب ہی نہیں خانۂ زنبور ہیں وہ

ولئے بر حال کبھی ہم میں تھے اب دور ہیں وہ
احمدیت کی کٹی شاخ ہیں مہجور ہیں وہ
پردۂ صبح میں پنہاں شب دیجور ہیں وہ
جائے عبرت ہے جو تھے بلبل باغ احمد
گرچہ تعبیر ہوئی خواب امارت کی خلاف
گاڑی اور ریل میں سرکار کے ٹھکرا اٹھی
خاک میں مل گئے منصوبے جو عیاری کے
ہوتا نہیں ظرف میں جو کچھ ہے نکلتا ہے وہی
گالیاں اُن کی نہیں لائق تعزیر و گرفت
کوئی تحریر نہ تقریر شرافت کے قریں
گالیوں کا نہیں بدلہ ہے حقیقت اُن کی
کوئی پوچھے کہ تمہاری کوئی چھینی جاگیر
ریزہ چینی ہوئی جس خوان کی بنیاد حیات
فاقہ مستی تیرے کیا کہنے ہیں گو جام نہ مئے
ہو فقط گندہ دہانی تو علاج آساں ہے
فتنہ پرداز دغا باز خفیف الحرکات

نام کا دیجے نہ پیغام کہ مشہور ہیں وہ
چشم نرگس کی طرح دیدۂ بے نور ہیں وہ
شخص زنگی کی طرح نام کے کافور ہیں وہ
آج قید قفس نفس میں محصور ہیں وہ
بد دماغی سے اُسی طرح سر زور ہیں وہ
اس طرح خدمت قرآن پہ مغرور ہیں وہ
ہم پہ منہ مارتے ہیں حق سے بہت دور ہیں وہ
کیوں نہ سمجھیں کہ تنک ظرفی سے معمور ہیں وہ
قابل عفو ہیں لاچار ہیں مجبور ہیں وہ
ہو گیا گندہ خمیر اس لئے معذور ہیں وہ
مرد میدان شقاوت کے جو منصور ہیں وہ
یا کہ یوسف کے برادر ہیں جو تر بور ہیں وہ
اب جلانے کو اُسے آتش تنور ہیں وہ
نشۂ خواب خیالی میں ہی مسرور ہیں وہ
ریم جریان متعفن رخ ناسور ہیں وہ
نشۂ جہل و سفاہت میں بہت چور ہیں وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں صغائر جو کبائر کی بنا ء علیہ . . . . . .
چال وہ ڈھال وہ انداز وہی ساز و باز
جانچ لو پرکھ لو ایمان ہے جن کا دنیا
منکرِ حق کے ہیں کافر تہ انداز ہیں وہ
ملحد، فاسق و اشرار و پناہ و باغی
دیو سے سیکھ کے یہ داؤ چلاتے ہیں مگر

اب خلافت ہی نہیں منکر ماموُر ہیں وہ
نقضِ میثاق وہی قوم تہ طور ہیں وہ
ان کی نظروں میں وہ مقبول ہیں منظور ہیں وہ
دل اک آتشکدہ حرص ہے مقہور ہیں وہ
نیش عقرب ہی نہیں خانۂ زنبور ہیں وہ
حق پہ کیا جادو چلے خود ہی جو مسحور ہیں وہ

قادیانی ہے یہ اس رنگ میں بھی فضل خدا
شانِ محمود کے اظہار کا ناقور ہیں وہ (حج دیانی)

ایک لطیفہ ذوقیہ

الہام مسیح موعود علیہ السلام۔ یخرجون یزیدیون۔ یزیدی الطبع لوگ خارج کئے گئے۔ یزید کو اس واسطے پزید کہا گیا ہے۔ اور مورد طعن ہوا کہ اس نے پاک ہستیوں اور پاک خاندان کے ساتھ بدی کو پیشہ بنایا۔ اور بدی کو اپنا امام مقرر کیا۔ چنانچہ مسیح موعودؑ اپنی اولاد کی نسبت فرماتے ہیں کہ میرا ہر ایک بیٹا تیری بشارت سے ہوا ہے۔ مگر خصوصیت سے ایک بیٹے کو ترجیح بھی دی ہے۔ جو اس شعر سے معلوم ہو سکتی ہے۔

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا ☆ جو ہوگا ایک دن محبوب میرا

پھر اُس محبوب کا نام بھی بے دیا۔ تاکہ مغالطہ نہ رہے

لخت جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا ☆ دے اُس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا

یعنے اُس محبوب کا نام محمود اور عمر آپ نے بتایا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی خبر ہے۔ جیسا کہ اُس نے پہلے بھی بشارتیں دی ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم سے ظاہر ہے۔ اگر اُن بشارات پر ایمان ہے۔ تو اس بشارت پر بھی بلا حیل وحجت ایمان لانا ضروری ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ محبوب کہاں ہوگا۔ سو اس کا آسان طریق عرض کرتا ہوں۔ اوّل تو یہ ہے کہ آپ نے فیصلہ کر دیا ہے۔ لخت جگر ہے میرا۔ پھر نام بھی بتلا دیا ہے۔ محمود بندہ تیرا۔ اور فرمایا اک بیٹا تیرا۔ "جو ہوگا ایک دن محبوب میرا" یہاں گنجائش تو کوئی نہیں۔ کہ کسی اور کو محبوب سمجھا جائے۔ دوم محبوب کے اعداد ۵۹ ہیں۔ ہند کے اعداد ۵۹ ہیں۔ پنجاب کے اعداد ۵۹ ہیں ... ثابت ہوئی۔ کہ ملک ہند صوبہ پنجاب میں وہ محبوب ... دوسری جگہ یا کسی اور کی اولاد سے جو شخص بھی ایسے ... محبوب کی نسبت سے ہر اندھیرا دور ہوگا۔ مخالفت ...گا۔ وہ مسیح موعود علیہ السلام اور حکم خدا کی مخالفت کرے گا۔ اور یزید کی تعریف میں رطب اللسان ہوگا۔

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر زاغ با زاغ

سوم آپ کے اسم شریف میں آپ کا زمانہ خلافت اور زمانہ تبلیغ بھی مضمر ہے۔

مثلاً زمانہ خلافت تو خلیفہ بشیر الدین کے اعداد سے ظاہر ہے یعنے ۱۳۳۲ ہجری۔ اور زمانہ تبلیغ آپ کی اسم مبارک فضل عمر محمود کے اعداد سے ظاہر ہے۔ یعنے ۱۳۱۸ ہجری۔ (قاضی نور احمد کھوکھو)

کیا بجز قادیان دوسری جگہ مرکز ہو سکتی ہے؟

مسیح موعود کی تحریرات سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ بجز قادیان دوسری جگہ مرکز نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں۔

(۱) "اور بہتر ہوگا کہ وہ روپیہ اس ملک کی اغراض دینیہ کے لئے خرچ ہو۔ اور جائز ہوگا۔ کہ کوئی ضرورت محسوس کرکے وہ روپیہ اس انجمن کو دیا جائے۔ جسکا ہیڈ کوارٹر یعنے مرکز مقامی قادیان ہوگا" الوصیت ص ۲۴ دفعہ ۱۴

(۲) "یہ ضروری ہوگا۔ کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے۔ اور جائز ہوگا کہ وہ آیندہ ضرورتیں محسوس کرکے اس کام کے لئے کوئی کافی مکان تیار کریں" الوصیت ص ۲۵ دفعہ ۱۵۔

(۳) "میری نسبت اور میرے اہل و عیال کی نسبت خدا نے استثنار رکھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ہو انکو ان شرائط کی پابندی لازمی ہوگی۔ اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا" الوصیت ص ۲۵۔ دفعہ ۲۰۔

(۴) چونکہ اس قبرستان کیلئے بڑی بڑی بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا ہے۔ کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے۔ بلکہ یہ بھی فرمایا۔ کہ اُنزل فیھا کل رحمۃ یعنے ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے۔ اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اُس سے حصہ نہیں اسلئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کیلئے ایسی شرائط لگا دی جائیں۔ کہ وہی لوگ اس قبرستان میں داخل ہو سکیں۔ جو اپنے صدق اور کامل راستبازی سے ان شرائط کے پابند ہوں۔ سو وہ تین شرطیں ہیں۔ اور سب کو بجا لانا ہوگا۔ اور منجملہ ان تین شرائط کے دوسری شرط یہ ہے کہ ۱/۱۰ یا کم از کم ۱/۱۰ حصہ جائیداد کی وصیت کی جائے" الوصیت۔

(۵) اس وقت کے امتحان سے بھی اعلیٰ درجہ کے مخلص جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جائینگے اور ثابت ہو جائیگا۔ کہ بیعت کا اقرار انہوں نے سچا کرکے دکھلا دیا ہے اور اپنا صدق ظاہر کر دیا بیشک یہ انتظام منافقوں پر گراں گزریگا۔ اور بعد موت وہ مرد ہوں یا عورت اس قبرستان میں ہرگز دفن نہیں ہو سکینگے۔ "فی قلوبہم مرض فزادہم اللّٰہ مرضا" الوصیت۔

مسیح موعود کی کسی تحریر سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ لاہور بھی مرکز ہو سکتا ہے۔ بلکہ قادیان سے علیحدہ ہونیکا نام منافق رکھا گیا ہے۔ جب کوئی شخص مرکز قادیان سے علحدہ ہو کر منافق ہو گیا ہو تو وہ احمدی کیسے رہا۔ اسکو تو آپ منافق کا لقب دے رہے ہیں پس ہر وہ شخص جو اس رحمت والی جگہ اور مرکز سے دور ہو گیا ہے۔ اور منافقین میں شامل ہو گیا ہے اس کے پاس احمدی ہونے کا کیا ثبوت ہے۔

قاضی نور احمد از بچو ہیٹی
تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ

کیا آپ نے "فاروق" کی توسیع اشاعت میں حصہ لیا ہے (مینجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

"فاروق"

قادیان دارالامان مورخہ ۷ نومبر ۱۹۲۸ء

غیر مبایعین کی احمدیت پر افسوس

لاہوری "پیغام جنگ" کے ساتھ تعلق رکھنے والے اور حضرت "امیر ایدہ اللہ" کی زیر کمان رہنے والے "جو پیغامی" یا "غیر مبایع" کہلاتے ہیں اور اپنے آپ کو احمدی بناکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صادق اور راستباز ماننے کے مدعی ہیں اور منہ سے کہتے ہیں۔ کہ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اس زمانہ کے نبی اور رسول اور نجات دہندہ تھے۔

ان کے اس قول کو دیکھو۔ پھر انکا فعل ملاحظہ فرماؤ۔ کہ انکے اخبار "پیغام صلح" کا کوئی پرچہ اٹھالو۔ اس میں سوائے مسیح موعود علیہ السلام کے تخت گاہ کے احمدی ساکنین کی بدگوئی اور غلامان مسیح موعودؑ کی دل آزاری اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی تضحیک اور توہین اور عیب شماری کے کوئی مضمون کم ہی نظر آئیگا۔ ان برگزیدگان لاہور کا جو مطلع ہوگا۔ وہ حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ کی مخالفت ہیں اور جو مقطع ہوگا وہ آپ کے خدام ذوی الاحترام کی سعایت ہیں۔ حرام ہے کہ کبھی کسی مخالف سلسلہ معاند احمدیت اور دشمن مسیح موعود علیہ السلام کے جواب میں قلم اٹھائیں دور جانیکی ضرورت نہیں لاہور کا "زمیندار" ہر پرچہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان مقدس میں بسلسلہ "فکاہات" نہایت اوباشانہ طرز اختیار کرکے سخت سے سخت الفاظ لکھتا اور غنڈوں کیطرح حضرت اقدس علیہ السلام پر پھبتیاں اڑاتا رہتا ہے۔ مگر کیا مجال کہ کبھی ان سچے مدعیان احمدیت اور پکے مسلمانوں کی غیرت ایمانی میں ذرا حرکت پیدا ہوئی ہو۔ ان کے امیر ہوں یا مشیر خسر ہوں یا داماد۔ ایڈیٹر ہوں یا نامہ نگار۔ ایسے خاموش ہو جاتے ہیں۔ کہ گویا سانپ ہی تو سونگھ گیا۔ "زمیندار" کا "نقاش" اور قاضی خناش اس کا نمک خوار دل کھول کر بیباکانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات مبارک پر ناقابل برداشت حملے کرتا ہے۔ لیکن لاہور کے "امیر ایدہ اللہ" یا ان کے مداح وحاشیہ نشین دیکھ کر جواب دینا تو نصیب اعدا الٹا خوش ہوتے اور قہقہہ لگاتے ہیں۔ یہ کیوں؟ صرف اسلئے کہ قادیان کا نام اس میں آجاتا ہے۔ جو انکی مسرت کا باعث ہوتا ہے۔ بہشتی مقبرہ اور منارہ کے متعلق بار بار زمیندار کا بزاخفش ذلیل ترین بیہودہ گوئی کرتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ مقبرہ و منارہ قادیان دارالامان میں ہے۔ اسلئے اہل پیغام خوش ہو جاتے ہیں کہ خوب ہوا۔ قادیانیوں کی خبر لی۔ منارۃ المسیح کی مخالفت میں جس قدر ژاژ خائی اور یاوہ سرائی حضرت مسیح موعودؑ کے قویمی "زمیندار" کے مزخرفات میں ہوتی ہے۔ اسکو یہ پیغامی بازصبح کل کے حامی پڑھ کر کھل کھلا جاتے ہیں۔ اور ممکن نہیں کہ ایک حرف بھی اس سگ گزیدہ کے جواب میں لکھیں۔ اس سے انکی اس ایمانی غیرت اور اخلاص کا پورا اندازہ ہو جاتا ہے جو ان کو مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہے۔ یہ عبدالدینار جنہوں نے چند پیسوں کی خاطر اپنے اخلاص اور ایمان کو بیچ ڈالا۔ جنہوں نے محض حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی عداوت میں مسیح موعود کو بھی چھوڑ دیا۔ انکو کیا پڑی کہ "آقا احرار" اور "نقاش" جیسے سیاہ مار کے جواب میں کچھ لکھنے لگیں۔ انکی بلا سے اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "زمیندار" برا کہے تو کہے۔ منارۃ المسیح پر معترض ہوکر مضحکہ اڑائے تو اڑائے بہشتی مقبرہ کی تضحیک کرے تو کیا حرج ہے، صرف اتنا لحاظ رکھے کہ کہیں کہیں قادیانی جماعت یا قادیانی مرزائی۔ یا میاں محمود مرزا بشیرالدین محمود درمیان میں لکھدیا کرے۔ پھر سب کچھ جائز ہے جو چاہے اور جسطرح چاہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توہین کرتا رہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تف ہے ان کی احمدیت پر۔ اور حیف ہے ان کے ایمان پر۔ اور ویل ہے ایسے مخلصین کے لئے جو اپنے پیشوا۔ اور راہ نما اور ہادی و امام پر حملہ ہوتا دیکھیں۔ اور بے حیا بن کر حملہ کرنے والوں کی بغلوں میں ہاتھ دے کر گردن کو حائل کریں۔ ڈوب کے مرجائیں۔ بشرطیکہ کچھ غیرت ایمانی ہو۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منارہ اور بہشتی مقبرہ اب اس وجہ سے قابل اعتراض اور ناقابل جواب ہوگیا ہے کہ وہ حضرت بشیرالدین محمود احمد ایدہ اللہ الصمد کی زیر نگرانی ہے! کیا پیغامیوں کے محدث اور مجدد اور مسیح اور نورالدین مہدی رضی اللہ عنہ کی آرام گاہ بباعث قادیان میں ہونیکی اس قابل نہیں رہی کہ اسپر اعتراض کرنے والوں کو وہ جواب دیں۔ اگرچہ خدا کے فضل سے ہمیں ان کی کوئی ضرورت نہیں بجوالمرقوم ہم ان کے تمام ایسے دوست معترضین کو جو سلسلہ عالیہ احمدیہ پر یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یا آپ کے کسی کام پر اعتراض کرے۔ گونگ پہنچا کر چھوڑتے ہیں۔ اور چھوڑیں گے۔ یہ صرف اسلئے بتایا گیا ہے کہ احمدیت کے جھوٹے مدعی جو یقیناً منافق ہیں۔ اپنی کرتوتوں کو دیکھ لیں۔ اور جن کو علم نہیں۔ وہ ان کے نفاق اور اخلاص کا پورا اندازہ کرلیں۔

یاد دہانی درخواست سابقہ

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اخبار جو بعہد خلافت ثانیہ دارالامان قادیان سے نکلا وہ **فاروق** ہے اور ہفتہ وار شائع ہوتا ہے۔ یہ قومی پرچہ اس قابل ہے کہ ہر ایک خواندہ احمدی کے ہاتھ میں ہو۔ اسمیں اندرونی (پیغامی اور غیر احمدی) اور بیرونی (آریہ اور عیسائی) مخالفین سلسلہ کے حملوں کا نہایت زبردست دلائل سے دفعیہ کیا جاتا ہے۔ باوجود اس کے قیمت سالانہ صرف چار روپیہ ہے۔ جو کم استطاعت احباب سے دوبار چھ چھ ماہ میں دو دو روپیہ کرکے بھی باقساط وصول کیجاتی ہے۔ اس قومی پرچہ کی امداد ہر احمدی کا فرض ہے۔ صرف ۵ر ماہنہ خرچ کرکے آپ کو اعلےٰ مضامین سے پر اخبار ہفتہ وار ملتا رہیگا اور اشاعت سلسلہ کا ثواب نفع میں حاصل ہوگا۔ کیونکہ جسقدر زیادہ اس پرچہ کی اشاعت ہوگی اسی قدر تبلیغ سلسلہ بڑھتی جائیگی۔ اور یہ زمانہ تبلیغ کا ہے جو اخبار سے بخوبی ہوسکتی ہے۔ لیکن مجھے تعجب اور افسوس ہے کہ آں مکرم کا اسم گرامی رجسٹر خریداران فاروق میں درج نہیں میں آپکو سلسلہ کا ہمدرد سمجھکر درخواست کرتا ہوں کہ آپ بواپسی ڈاک مجھے اجازت دیں کہ یہ پرچہ آپکے نام فوراً جاری کردیا جائے۔ اور اطلاع بخشیں کہ کب چندہ کا وی۔ پی حسب حیثیت سالانہ یا ششماہی کا آپ کے نام بھیجا جائے امید ہے کہ آپ اس کے جواب باصواب سے جلد از جلد خاکسار کو مشکوری کا موقعہ بخشیں گے۔

(مینیجر فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خود کردہ را چہ درمان

(از ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب انچارج نور ہسپتال قادیان)

مندرجہ ذیل مضمون اخی المکرم جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے امسال کے قیام ڈلہوزی میں لکھا تھا جو کاغذات میں کہیں مل ملا کر آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ آج اتفاق سے کاغذات کی جو پڑتال کی تو انہیں سے یہ مضمون ملا۔ چونکہ مضمون ہذا ایک خاص واقعہ کے متعلق ہے۔ جو ایڈیٹر "پیغام" کی ایک غلط بیانی پر پوری روشنی ڈالنے والا ہے اسلئے ہم اسکو ناظرین فاروق کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں اور اس تاخیر اشاعت کی مکرمی ڈاکٹر صاحب سے معافی چاہتے ہیں (ایڈیٹر)

ایڈیٹر پیغام صلح نے اپنے پرانے بغض کی بنا پر ہمارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی پاک اور بابرکت تحریک میں مخفی اور اپنے غصہ سے عاری اگر غیر مخفی طریق پر رکاوٹ ڈالنے کی انتہائی مگر ناکام کوشش کر کے جب اس راز سربستہ کو کھلتا دیکھا۔ تو غیض کی حالت میں ایک مضمون جسکا ہیڈنگ کچھ ہے۔ واقعہ متعلقہ کچھ اور رہے اور تان کسی اور چیز پر ٹوٹ رہا ہے۔ ۱۲ جولائی کے "پیغام جنگ" میں شائع کروایا ہے۔ اور آپ الفضل کی ایک ڈائری کی یہ عبارت نقل کر کے کہ "ہمنے ۱۷ جون کے جلسہ کی کوئی مخالفت نہیں کی۔ ہمکو اس جلسہ سے پوری ہمدردی ہے۔ اور ہم اس تحریک کو اچھا سمجھتے ہیں"۔ اسکو اپنے زمرۂ الفاظ نہ قرار دینے کے لئے یوں فرماتے ہیں۔ "کہ مجھے یقین ہے کہ یہ الفاظ سردار صاحب کو دکھا کر شائع نہیں کئے گئے"۔ پھر آگے چلکر خود ہی اس بات کا اقرار کر لیتے ہیں۔ کہ آپ نے ایسا ہی فرمایا تھا۔ مگر الفضل کی ڈائری کے متعلق اظہار خفگی ضروری تھا۔ اس وجہ سے فرما دیا۔ کہ سردار صاحب کو یہ الفاظ دکھا کر شائع نہیں کئے گئے۔ چنانچہ اگلی عبارت میں آپ فرماتے ہیں۔ "البتہ اس کے ساتھ ہی ہمنے ان سے یہ ذکر ضرور کیا تھا۔ کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر لیکچر ہوں۔ تو بہت اچھا کام ہے"۔ اس تضاد سے صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ آپ حق کی مخالفت میں پھنکر اپنی بے بسی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ ۱۷ جون کے جلسوں کا بابرکت کام جس کامیابی کے ساتھ انجام پذیر ہوا ہے اس کے کامیاب اور احسن ہونے کا ہر چھوٹا بڑا اپنا اور پرایا اقراری ہے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ "امیر ایدہ اللہ" کو معزز سردار حبیب اللہ کے سامنے اس بات کا اظہار کرنا پڑا کہ "اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر لیکچر ہوں۔ تو یہ بہت اچھا کام ہے"۔ مگر چونکہ اپنے عمل کے ہاتھوں اپنے ان منہ سے زندل [illegible] نکلے ہوئے الفاظ کی تردید کر چکے تھے۔ جبکہ "احرار المسلمین" کے شرمناک رسالہ کو آلہ کار بنا کر اپنے ہاتھوں پھیلا چکے تھے۔ تو پھر یہ ضروری تھا۔ کہ الفضل کی ڈائری کے مندرجہ بالا "الفاظ" کے متعلق شبہ کا اظہار کرتے مگر چونکہ جناب "امیر ایدہ اللہ" (سابق ایڈیٹر ریویو، سیکرٹری انجمن معتمدین) اپنے ہاتھ سے اس چالنس کو کھو چکے تھے۔ کہ ایک غریب اور فرمانبردار جماعت کو جس قدر بھی چاہیں۔ ڈانٹ لیں حتٰے کہ یہاں تک بھی کہہ لیں۔ کہ "میں جوتے مار کر چندہ وصول کرونگا" تو وہ اُف تک نہیں کرتی۔ اسلئے یہ ضروری تھا۔ کہ آپ کی پیچیدہ بیانی کو روشنی میں لا کر کھولا جائے چنانچہ خاکسار راقم (ڈاکٹر حشمت اللہ) "پیغام" اور "الفضل" کے پرچوں کو لیکر جناب سردار حبیب اللہ صاحب کی خدمت میں ۳۰ جولائی ۱۹۲۸ء بوقت ۹ بجے دن کے حاضر ہوا صاحب موصوف کمال مروت سے پیش آئے اور سلسلہ گفتگو اس طور پر شروع ہوا۔

سردار صاحب۔ آپ کیا دکہانا چاہتے ہیں۔

راقم۔ اخبار "پیغام" میں مولوی محمد علی صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ وہ دکھلانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ صاحب موصوف نے پرچہ لیکر مضمون کو بغور پڑھا اور فرمایا۔

سردار صاحب۔ انہوں نے جس بات کا پہلے انکار کیا ہے۔ اُس کو آگے چلکر خود ہی مان لیا ہے۔ پھر اس تحریر کا کیا مطلب؟

راقم۔ یہی بات آپ کو دکھلانی تھی۔ کہ باوجودیکہ "الفضل" میں صاف اور صحیح بات شائع ہوئی تھی۔ مولوی صاحب یونہی ایک موقعہ مضمون لکھنے کا نکالتے ہیں اور تمام زور اس بات پر خرچ کر دیتے ہیں۔ کہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبین نہیں مانتے۔ حالانکہ مولوی صاحب دوسرے مسلمانوں کو بھی خاتم النبین نہ ماننے والے قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ مولوی صاحب کی اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ خاکسار نے مولوی صاحب کے رسالہ دعوتِ عمل کو پیش کیا۔ سردار صاحب نے پڑھکر فرمایا درست ہے۔

راقم۔ نے عرض کیا۔ کہ ستم تو یہی ہے۔ کہ غیر احمدی مسلمان بھی جبکہ اُن کے نزدیک ختم نبوت کو نہیں مانتے تو اُنکے متعلق ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالتے۔ ہم غریبوں پر سارا زور خرچ کر دیتے ہیں۔

سردار صاحب۔ جبکہ وہ دوسرے مسلمانوں کو بھی ایسا جانتے ہیں۔ تو وہ اپنی پوزیشن کیا بتلاتے ہیں۔

راقم۔ دراصل تو اُنکی پوزیشن اُنہی سے پوچھنی چاہئے لیکن کچھ اس وقت میں بھی عرض کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ

امیر پیغام کی پوزیشن

مولوی صاحب پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے قائل تھے۔ اُس کے بعد مولوی صاحب نے اپنے اس عقیدہ میں تبدیلی کی ہے۔ چنانچہ خاکسار نے تبدیلی عقاید والا رسالہ سردار صاحب کو دکھایا سردار صاحب نے مولوی صاحب کی تبدیلی عقاید دربارہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسالہ ہذا کے ذریعہ معلوم کر کے فرمایا۔

سردار صاحب تبدیلی تو معلوم دیتی ہے۔ مگر ممکن ہے کہ مولوی صاحب بعد کی تحقیق سے اس نتیجہ پر پہنچے ہوں کیونکہ خدا نے انسان کا دماغ اسی طرح کا بنایا ہے کہ وہ الفاظ کے کئی طرح کے معنی نکالے۔ یا ممکن ہے کہ مولوی صاحب اپنے پہلے عقیدہ کے یہی معنی قرار دیتے ہوں جو کہ موجودہ عقیدہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔

راقم۔ میری غرض تو ان عبارتوں کو دکھلانے سے یہ تھی کہ ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صاف الفاظ ہیں۔ لیکن ان دونوں کے مخالف مولوی صاحب کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موجودہ عقاید ہیں۔ جن سے تبدیلی صاف اور بیّن ہے۔

سردار صاحب۔ تبدیلی تو ہے۔

راقم۔ مگر تعجب کی بات ہے۔ کہ یہ لوگ ایک طرف تو ان عقاید میں تبدیلی کر کے مسلمانوں کے ساتھ ملنا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف عملاً مسلمانوں کے پیچھے نمازیں وغیرہ بھی نہیں پڑھتے۔

سردار صاحب۔ نمازیں تو پڑھ لیتے ہیں۔ کئی لوگ ہیں جو پڑھ لیتے ہیں۔

راقم۔ مولوی محمد علی صاحب تو نہیں پڑھتے۔ اور نہ ہی مولوی صاحب نے جواز کا فتوےٰ دیا ہے۔ یوں اگر خلاف ورزی کر کے کوئی پڑھ لے تو اسکی غلطی ہے۔ ورنہ مولوی صاحب کا صریح فتویٰ کوئی نہیں ہے۔

سردار صاحب۔ انسان اپنی کچھ ریسپکٹ چاہتا ہے اس وجہ سے کچھ علحدگی پسند کر لیتا ہے ورنہ یہ نمازوں کی علحدگی چند روزہ ہے۔

خواجہ کمال الدین صاحب تو عام طور پر پڑھ لیتے ہیں۔ چنانچہ ولایت میں ترکی امام کے پیچھے پڑھتے رہے ہیں نیز اور پھر سردار صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ خواجہ صاحب تو اور بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ کہ انہوں نے ولایت میں بیان کیا۔ کہ ”مرزا کیا تھا۔ ہم نے ہی اسکو بڑھایا تھا وغیرہ“ بالآخر سلسلہ گفتگو اختتام میں لاتے ہوئے **سردار صاحب** نے فرمایا کہ اتحاد کے لئے ٹالرشن ضروری ہے۔ خواہ ایک دوسرے کا فروعی مسائل میں کچھ بھی اختلاف ہو۔ اس اصل کے بغیر صلح مشکل ہے جیسا کہ مرزا صاحب نے (حضرت خلیفۃ المسیح نے) اس روز فرمایا تھا۔

راقم۔ اسی اصل کے ماتحت ہمارے حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک مرکزی نقطہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک تحریک ۱۷ جون کے جلسہ کی صورت میں کی تھی جسکی مخالفت مولوی صاحب نے سختی کے ساتھ کی۔

سردار صاحب۔ یہ ایک دوسرے کی تنگ خیالی کا نتیجہ ہے۔ اسپر سلسلہ گفتگو ختم ہو رہا تھا۔ کہ جناب سردار صاحب کے نانا صاحب تشریف لے آئے۔ اور فرمانے لگے۔ کہ کسی طریق پر بھی صلح نہیں ہو سکتی۔ جب تک نمازیں اکٹھی نہ ہوں۔ اور اختلاف کو نہ چھوڑ دیں۔

خاکسار نے عرض کیا کہ نمازیں ایک امام کے پیچھے بھی اکٹھی ہو سکتی ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہاں۔ ایک امام کے پیچھے ہو سکتی ہیں۔ مسلمانوں کا ایک ہی میر ہونا چاہیئے۔

خاکسار نے عرض کیا۔ آپ بالکل درست فرماتے ہیں۔ اسپر خاکسار ان معززین سے رخصت ہو کر چلا آیا۔

میرپور کا ایک واقعہ

(از احمد بن خاں صاحب احمدی ایجنٹ مقیم جموں)

ایک دفعہ میں میرپور گیا۔ اور وہاں منادی ہوئی کہ مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی کا لیکچر رات کو جامع مسجد میں ہوگا۔

ہم بھی انکا لیکچر سننے کے لئے گئے۔ جامع مسجد میرپور میں جب مولوی صاحب گئے تو وہاں سے لوگوں نے روکدیا۔ کہ اس مسجد میں مرزائی داخل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہم لیکچر کی یہاں اجازت دیتے ہیں آخر وہاں سے واپس آ گئے۔ اور شہر کے مغربی دروازہ کے پاس جو نانو شاہ کی مسجد ہے وہاں لیکچر کا انتظام کیا گیا۔ مگر قبل از لیکچر نماز عشا شروع کی گئی ہم بہت حیران ہوئے۔ کہ مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی احمدی نے مولوی محمد یوسف دیوبندی ساکن میرپور کے پیچھے نماز عشا ادا کی۔ حالانکہ مولوی محمد یوسف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مکفر اور مکذب ہے۔ اور اسنے ایک دفعہ انہی ایام میں میرپور کے احمدیوں کو چیلنج دیا تھا کہ جو شخص مرزا صاحب کو مسلمان ثابت کر دے اسکو یکصد روپیہ انعام دیا جاویگا۔ مگر جب چیلنج منظور کر لیا گیا۔ تو مولوی صاحب انعام مقرر کرنے سے انکاری ہو گئے۔ مگر مولوی عبد الحق صاحب نے ایسے مکفر مکذب کے پیچھے بھی نماز پڑھ لی۔ یہ ہے پیغامیوں کی احمدیت!!

سرینگر کا واقعہ اور پیغامیوں کا ٹریکٹ بانٹنا

ایک دفعہ میں سرینگر گیا۔ تو وہاں کے غیر مبایعین احمدیوں نے شہر میں ایک ٹریکٹ تقسیم کیا۔ جو قادیان کی انجمن ”احرار المسلمین“ کیطرف سے بیان کیا جاتا تھا۔ جب اس کا مطالعہ کیا گیا۔ تو تمام اعتراض وہی تھے جو ہمارے لاہوری دوست ہمیشہ کرتے رہتے ہیں۔ اور رسالہ کے مضمون کو پڑھ کر میں نے انکو وہاں ہی کہدیا تھا کہ یہ رسالہ احمدیہ بلڈنگ لاہور کے احمدیوں کی طرف سے ہے۔ اس رسالہ کا مدعا صرف یہ تھا۔ کہ غیر احمدی مسلمانوں کو ۱۷ جون کے جلسوں میں شریک ہونے سے روکا جائے۔ یہی ایک غرض اس رسالہ سے ظاہر ہوتی تھی۔

ایک دن کے بعد مولوی عبد اللہ صاحب وکیل پیغامی نے ایک چھٹی کا ذکر کیا۔ کہ **مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے ایک چھٹی آئی ہے۔** اور اس میں بھی مولوی صاحب نے یہی فرمایا ہے۔ کہ جبکہ میاں صاحب مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ اور تمام مسلمانوں کو کافر جانتے ہیں۔ تو پھر خاتم النبیین نمبر نکالنے اور غیر احمدی مسلمانوں کو جلسوں میں شریک کرنے کے کیا معنے ہیں۔ سوائے اس کے کہ مرزا صاحب کی نبوت منوائی جائے۔ یہ مسلمانوں کو دہوکہ دے رہے ہیں۔ پھر مولوی عبد اللہ صاحب نے فرمایا کہ وہ پہلے جو رسالہ آیا ہے۔ اس کا اور اس چھٹی کا ایک منشا رہے ہم نے کہا کہ چھٹی کو پڑھکر سنایا جائے مولوی صاحب نے فوراً چھٹی ایک آدمی کو دیدی اور وہ پڑھنے لگا۔ ابھی اس نے شروع ہی کیا تھا۔ کہ مولوی عصمت اللہ صاحب کے ساتھ ایک گرنتھی صاحب بھی تھے انہوں نے جھپٹ کر یہ چھٹی بھی چھین لی۔ اور جیب میں دبا کر رکھ لی۔ ہم نے کہا۔ کہ اگر یہ چھٹی نیک نیتی سے اور بھلائی کی خاطر لکھی گئی ہے۔ تو اسکو چھپانے کا کیا مطلب ہے۔ آپ کے چھٹی چھپانے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس چھٹی کے ذریعہ سے کوئی ناجائز طریق اختیار کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مگر گرنتھی صاحب نے ایک نہ سنی۔ اور وہ چھٹی میرے سامنے پیش کو نہ دی اور نہ پڑھ کر سنائی۔ اصل میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ چٹھی مجھ سے چھپاتے تھے۔ ورنہ وہ اپنے ہمجولیوں سے کیسے چھپا سکتے تھے۔

اسی چٹھی کا حصہ جو اس آدمی نے پڑھ کر سنایا تھا وہ وہی حصہ تھا جس کا مولوی عبداللہ صاحب نے زبانی ذکر کیا تھا۔

ایک زمانہ وہ تھا۔ کہ مولوی عصمت اللہ صاحب کی زبان پر سلسلہ کی تبلیغ کا ایک حرف بھی نہ آتا تھا وہ احمدیت کی تبلیغ کو زہر قاتل سمجھتے تھے۔ مگر سرینگر میں انہوں نے بڑے زور سے احمدیت کو پیش کیا۔ مگر افسوس کہ حضرت خلیفۃ المسیح اور حضور کی جماعت کو گلا پھاڑ پھاڑ کر گالیاں دیں۔ اور اپنے ہمجولیوں سے گالیاں نکلوائیں۔ اور غیر احمدی مسلمانوں اور احمدیہ جماعت کے درمیان سخت منافرت پھیلانے کی کوشش کی یہاں تک کہ خدا کے مقدس مسیح کی جماعت کے پاس بیٹھنے اور بات کرنے تک سے روکا گیا۔ اور اس اپنے مخلص ٹریکٹ اور اس خفیہ چٹھی کی تعلیم کے مطابق عمل کر کے دنیا میں فساد پھیلانے کی کوشش کی گئی۔

مولوی عصمت اللہ صاحب نے یہاں تک اپنے لیکچروں میں کہدیا۔ کہ جو لوگ مرزا صاحب کو گالیاں دیتے ہیں وہ سچے ہیں۔ کیونکہ انکی غیرت گوارا نہیں کرتی۔ کہ حضرت محمد الرسول اللہ صلعم کے بعد کوئی اور بھی نبی ہو جائے۔ اور یہ گالیاں قادیانی احمدی نکلواتے ہیں۔ غیر احمدیوں کے سر پر ان کا بوجھ نہیں ہیں۔ بلکہ ان گالیوں کا بوجھ قادیانیوں پر ہے۔

مجھکو اس بات سے افسوس ہوا ہے کہ مولوی عصمت اللہ صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب وکیل خواجہ کمال الدین صاحب کے مخالف ہیں۔ اور ان سے سخت نفرت رکھتے ہیں خواجہ صاحب کے ہاتھ پر جو احمدی ہوئے ہیں۔ انکو وہ خواجہ شاہی احمدی کہتے ہیں۔ اور انہوں نے یہ بھی فرمایا۔ کہ جو لوگ خواجہ صاحب کے ذریعہ احمدی ہوئے ہیں وہ تو ایک کوڑی کے بھی نہیں ہیں۔

اور یہ بھی انہوں نے فرمایا کہ خواجہ شاہی احمدی نہ نماز کے پابند نہ روزہ کے نہ چندہ کے اور نہ وہ سلسلہ کے کسی جلسہ میں یا کسی اور کام میں شریک ہوں۔ تو وہ غیر احمدیوں سے بھی بدتر ہیں۔

مولوی عصمت اللہ صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ میں اب کوشش کر رہا ہوں کہ پرانے احمدیوں سے بھی بیعت لینی چاہیئے۔ یہ کیا لغو بات ہے کہ نئے احمدیوں سے بیعت لی جائے۔ اور پرانے احمدیوں سے نہ لی جائے اس طریق سے ہمارے سلسلہ کو سخت نقصان پہونچا ہے۔ میاں صاحب کے مرید تو اپنے لڑکے لڑکیوں عورتوں وغیرہ سب کو بیعت کراتے ہیں۔ جس سے ان کے اندر مذہبی جوش موجود رہتا ہے، مگر ہماری جماعت تو اب مردہ ہو چکی ہے۔ پرانے احمدیوں کی اولاد سلسلہ کے دلائل سے بالکل ناواقف ہے۔ ان کے اندر مذہبی جوش ایک ذرہ بھی نہیں ہے۔ بلکہ وہ احمدیت سے بہت دور چلے گئے اور نئے جو آئے وہ پہلے ہی ناواقف ہیں۔ ان کے اندر تو ایک ذرہ بھی جوش نہیں ہے۔ اور ہمارے مبلغین تو احمدیت کی تبلیغ ہی چھوڑ بیٹھے تھے۔ اس لئے ہماری جماعت کو سخت نقصان پہنچا۔ اور بجائے ترقی کے ہمارا تنزل ہوا۔

مگر میاں صاحب کی جماعت کو دیکھو۔ ایک دس سال کے بچے کے اندر بھی مذہبی جوش ہوگا۔ اور جہاں جہاں وہ لوگ لگے ہیں۔ تبلیغ کے کام میں سرگرم ہیں اور اپنے کاروبار کے ساتھ تبلیغ کے کام کو جاری رکھا ہوا ہے جسکو دیکھو اسی میں ایک جوش پایا جاتا ہے۔ اور یہی ایک زندگی کا روح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میاں صاحب کی جماعت ترقی کر گئی ہے۔

مجھے اس بات سے افسوس ہوا ہے کہ مولوی عبداللہ صاحب وکیل جو لاہوری فریق کے ساتھ ہیں۔ وہ بہائی مذہب سے بہت گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ بہائی لوگوں سے اُن کی خط و کتابت بھی ہے۔ اور وہ ان سے ملتے جلتے بھی رہتے رہتے ہیں۔ بہائی لوگ مولوی صاحب کو کتابیں بھی دیتے ہیں الغرض مولوی صاحب کی بہائی مذہب سے بہت گہری دلچسپی ہے۔ کیونکہ وہ بات بات میں بہائی مذہب کی صداقت کو پیش کرتے رہتے ہیں۔

میں افسوس کرتا ہوں کہ ہمارے غیر مبائعین دوست اب یہاں تک کہنے لگ گئے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کی ایک بھی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ چنانچہ سرینگر میں مولوی عبداللہ صاحب وکیل نے اور مولوی عصمت اللہ اور گرنتھی صاحب نے اس پر بڑا زور دیا تھا کہ مرزا صاحب کی ایک بھی پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔

مولوی عبداللہ صاحب وکیل نے حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں پر تمسخر اڑایا۔ کہ تم تو اسکو نبی کہتے ہو۔ وہ تو ایک معمولی مسلمان بھی نہیں ثابت ہوتا۔ کیونکہ ایک ایک پیشگوئی کو دس دس دفعہ اس نے تغیر تبدیل کیا ہے۔ جب ایک پیشگوئی پوری نہ ہوئی تو لکھدیا کہ ملتوی ہو گئی ہے۔ جب اس میں بھی داؤ نہ لگا تو کہدیا کہ منسوخ ہو گئی ہے۔ ایسے شخص کو نبی کہنا تو در کنار معمولی آدمی کہنا بھی شرم کی بات ہے۔ پھر ایکدن مولوی عصمت اللہ صاحب اور ان کے ہمراہی گرنتھی صاحب نے ایک بھری مجلس میں وہ الزام پیش کیا۔ کہ جو شیعہ سیو یاں والوں نے لگایا تھا۔ اور بیان کیا کہ ایسا شخص خلیفہ ہو سکتا ہے۔ جو اس قسم کے کام کرے۔ میں نے جواب دیا۔ کہ کوئی ثبوت ہے۔ فرمانے لگے۔ کہ کوئی خلیفہ یا نبی ایسا نہیں گذرا جس پر اس قسم کا الزام لگا ہو۔ میں نے فوراً حقیقۃ الوحی کا حوالہ دیکر ثابت کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود پر الزام لگایا گیا۔ حضرت خلیفہ اول پر اور حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ہزاروں انبیاء و صلحاء پر الزام لگائے گئے۔ پھر ذرا آنکھیں نیچی کر لیں۔ مگر زبان تھوڑی تھوڑی ہلاتے ہی گئے۔

ایک غیر مبائع نے سرینگر میں مجھ کو کہا۔ کہ خواجہ کمال الدین صاحب فرماتے تھے۔ کہ مجکو خواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ تم محمود کو مت چھیڑو۔ جس حال میں وہ ہے اُسی میں اسکو رہنے دو۔

ایک غیر مبائع نے پشاور میں مجکو کہا تھا۔ کہ ایک لاہوری فریق سے تعلق رکھنے والے احمدی نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ خواجہ کمال الدین صاحب نے ابتدائے خلافت کے دنوں میں فرمایا تھا۔ کہ میاں صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرزا سلطان احمد صاحب کے پیغام صلح پر خواجہ کمال الدین صاحب کا انکار

جب سے خان بہادر میرزا سلطان احمد صاحب نے جماعت مسیح موعود علیہ السّلام میں داخل ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔ تب سے آپ قادیانی اور لاہوری جماعتوں کے مابین صلح اور اتحاد کی طرح ڈال رہے ہیں۔ چنانچہ اس موضوع پر آپ نے دو تین ٹریکٹ شائع کئے ہیں۔ مرزا صاحب موصوف نے جس نیک نیتی اور صفائی قلب سے دونوں فریقوں میں صلح و صفائی کرانے کی سعی شروع کی ہے۔ وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ لاریب اگر ان کی منشاء کے مطابق ہر دو فریق اپنے اپنے عقاید اور اصولوں پر قائم رہ کر باہمی مناقشات اور ذاتیات کی بحث ترک کر دیں۔ اور صرف مسائل کے اختلاف تک اپنی تحریریں اور تقریریں محدود رکھیں۔ تو بجائے انشقاق و افتراق کے محبت و مودت بڑھیگی۔ اور وہ گھڑی قریب آ جائیگی جب کہ یہ ہر دو فریق مثل سابق یک جان و قالب ہو کر مل بیٹھینگے مگر ہمیں رنج و افسوس آتا ہے۔ کہ جناب مرزا صاحب موصوف کی اس مبارک سعی میں خواجہ کمال الدین صاحب صلح سے انکار کر کے روڑا اٹکا رہے ہیں اور اپنی ذاتی رائے کو خیال کو بدیں الفاظ اپنے ہمنواؤں میں مشتہر کر کے صلح جیسی مقدس نیکی سے باز رکھ رہے ہیں۔ کہ "میاں صاحب سے میری صلح اس وقت تک نہیں ہو سکتی ہے کہ یا میں ان کا ہم عقیدہ ہو جاؤں۔ یا وہ اپنے عقاید کو جو میرے نزدیک باطل ہیں چھوڑ دیں۔ (پیغام ۱۹ اکتوبر) حضرت خواجہ صاحب نے یہ دو جملے کہکر ایک ایسی لاینحل اور ناممکن شرط پیدا کر دی ہے۔ جو اس مشہور مثل کی مصداق ہے۔ کہ "نہ نو من تیل ہوگا نہ رادہا نلیچے گی" ایسی مجہول اور نامعقول شرط کو عقل الگ دھکے دے رہی ہے۔ تجربہ الگ دہتا بتا رہا ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ چونکہ وہ خود ہندوؤں۔ عیسائیوں اور دیگر مسلمانوں سے بھی صلح صلح کے الفاظ کہنے کے عادی ہیں۔ ان کی ضمیر ضرور ملامت کرتی ہوگی۔ کیا ایسی عالمگیر صلح کبھی بھی قائم ہو سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے ہندوؤں کو پیغام صلح دیا۔ جو حضرت خواجہ صاحب موصوف نے پڑھ کر سنایا اس میں بھی صلح کے لئے یہی شرط پیش کی گئی تھی۔ کہ ایک دوسرے کے بزرگوں کو برا نہ کہا جائے۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے اس پیغام صلح میں یہ شرط کہیں بھی نہ تھی۔ کہ بموجب اصول خواجہ صاحب جب تک ہندو مسلمانوں کے ہم عقیدہ یا مسلمان ہندوؤں کے ہم عقیدہ نہ ہوں۔ صلح نہیں ہو سکتی۔

پس بکرم خواجہ صاحب جاؤ کسی صحیح دماغ اور قائم الحواس انسان سے جا کر دریافت کرو۔ کہ آیا آپ کا فرمودہ بالا اصول کوئی سلیم العقل دنیا میں پیش کر سکتا ہے۔ کچھ بھی نہیں۔ آپ اور آپ کے ہم نوا جو غیر احمدیوں سے صلح اور اتحاد کی جہار نی رٹتے رہتے ہیں۔ خدارا سچ بتاؤ کہ آپ لوگ کس اصول پر غیر احمدی مسلمانوں سے اتحاد کرنے کے مدعی ہیں۔ کیا آپ لوگوں میں اور غیر احمدیوں میں ایک نہیں دو نہیں تین نہیں بیسیوں اصولی اختلاف نہیں؟

مثال کے طور پر سنو! (۱) آپ لوگ حضرت مسیح ابن مریم کو فوت شدہ مانتے ہیں۔ لیکن غیر احمدی مسیح ابن مریم کو زندہ فلک چہارم پر بیٹھا ہوا یقین کرتے ہیں۔ (۲) غیر احمدی مسیح ابن مریم کی دوبارہ آمد کے منتظر ہیں۔ مگر آپ لوگ حضرت مرزا صاحبؑ قادیانی کو مسیح موعود اور نزول ثانی کا پورا مصداق قرار دیتے ہیں۔ (۳) آپ لوگ مسیح ابن مریم کی پیدائش با باپ مانتے ہیں اور غیر احمدی بغیر باپ پیدائش کے قائل ہیں (۴) آپ لوگ مرزا صاحبؑ قادیانی کو نبی رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ بغیر مرزا صاحب پر ایمان لائے دنیا کی نجات نہیں ہو سکتی (پیغام ۷ اکتوبر) مگر غیر احمدی حضرت مرزا صاحبؑ کو نعوذ باللہ مفتری علی اللہ اور مضل مانتے ہیں (۵) آپ لوگ مرزا صاحب کو ہی مسیح و مہدی مانتے ہیں۔ مگر غیر احمدی دو شخصیتیں الگ الگ ٹھہراتے ہیں۔ (۶) آپ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد الہام کا دروازہ کھلا مانتے ہیں۔ مگر غیر احمدی الہام کا دروازہ بند بتلاتے ہیں (۷) آپ لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نہ ہی نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور نہ ہی انکو لڑکیاں دیتے ہیں۔ گویا عملاً آپ نے غیر احمدیوں کو کافر سمجھ رکھا ہے (ٹریکٹ ملک محمد امین وکیل) مگر غیر احمدی آپ کو لڑکیاں دیدیتے ہیں (۸) آپ لوگ قحط و با طاعون وغیرہ کو حضرت مرزا صاحب کی آمد کیوجہ سے دنیا پر عذاب آنا قرار دیتے ہیں مگر غیر احمدی نہیں مانتے (۹) آپ لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز جنازہ نہیں پڑھتے۔ (ٹریکٹ ملک محمد امین) (۱۰) آپ لوگ حضرت مرزا صاحب کو تمام انبیاء اور آنحضرت صلعم کا بروز کامل مانتے ہیں۔ مگر غیر احمدی اس عقیدہ کو کفر جانتے ہیں۔

پس خواجہ صاحب بکرم معظم خواجہ صاحب ٹھنڈے دل سے میری ان سچی اور کھری باتوں پر غور کرو۔ کہ جب اتنے اہم اور زبردست اصولی اختلافات کے باوجود پھر بھی غیر احمدی ایسے مسلمان ہیں۔ کہ جن سے آپ اتحاد کر سکتے ہیں۔ اور کوئی روک درمیان میں حائل نہیں۔ اور نہ ہی آپ کو انقباض پیدا ہوتا ہے۔ اور نہ ہی آپ لوگوں نے غیر احمدی مسلمانوں سے اتحاد و اتفاق اور صلح کی خاطر یہ کٹھن شرط پیش کی ہے۔ کہ جب تک آپ لوگ ہمارے ہم عقیدہ نہ ہوں تب تک ہم سفید جھنڈا کھڑا نہیں کر سکتے (شاید غیر احمدیوں کے گولڈن دلائل کے سامنے آپ کا سفید جھنڈا سرنگوں نہ ہو سکتا ہوگا) تو آپ خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب کے پیغام صلح کی کیوں اس طرح بیقدری کرنے کے درپے ہوئے ہیں۔ انصاف اور حق پسندی کی راہ اختیار کرو۔ اور کم از کم اسی پیمانہ سے ناپو جس سے غیر احمدیوں کو ناپتے ہو جس سے ہندوؤں اور عیسائیوں کو ناپتے ہو۔

لیجئے ہم صلح کی خاطر آپ ہی لوگوں کے عقاید جو مندرجہ بالا نمبر ۴ میں درج ہیں۔ من وعن تسلیم کرنے کا اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہم بھی آپ لوگوں کی طرح حضرت مرزا صاحب کو نبی و رسول مانتے ہیں۔ اور آپ ہی لوگوں کی طرح ہم مانتے ہیں کہ بغیر مرزا صاحب پر ایمان لائے دنیا کی نجات نہیں۔ البتہ آپ لوگ حضرت مرزا صاحب کو نجات دہندہ کہتے ہیں مگر ہم قادیانی نجات دہندہ مرزا صاحب کو نہیں مانتے بلکہ خدائے واحد کو مانتے ہیں۔ اور اس خفیف اختلاف پر ہم معافی کے خواستگار ہیں لیجئے اب تو عقاید میں بھی ہمارا اور آپ کا کوئی اختلاف نہیں رہا۔ اب بھی اگر آپ صلح کا پیغام نہ مانیں تو آپ کی مرضی

بر رسولاں بلاغ باشد و بس

(خاکسار فخر الدین ملتانی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیر مبایعین سے یکصد (۱۰۰) مطالبات

مطالبہ نمبر ۹۳

جناب مولوی محمد علی صاحب اپنی کتاب النبوۃ فی الاسلام کے صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں۔

"یہ بھی غور کا مقام ہے کہ اگر ضرورت باقی تھی (یعنی ضرورت نبوۃ ناقل) تو پھر تیرہ سو سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کیوں خالی گذر گئے۔ دنیا کی تاریخ میں صرف ایک ہی زمانہ چھ سو سال کا بغیر کسی نبی کے آنے کے پایا جاتا ہے۔ اور وہ زمانہ ہے جو فترۃ رسل کا عظیم الشان زمانہ ایک نشان کے طور پر رکھا گیا۔ تاکہ دنیا کی آنکھیں اس کے انتظار میں لگ جائیں۔ اور اس کی راہ کو تکیں۔ جو نسل انسانی کا فخر نسل انسانی کی تکمیل کرنے والا تھا۔ جس پر آکر سلسلۂ نبوت نے اپنے کمال کو حاصل کرنا تھا اور جو اس سلسلہ کا انتہائی مقام تھا۔ جہاں پہنچکر انسان کیلئے آگے بڑھنے کی گنجائش نہیں۔ ہاں صرف ایک رسول کیلئے ساری دنیا کو کیونکہ وہ ساری دنیا کے لئے آنیوالا تھا۔ چھ سو سال انتظار کرنا ضروری ہوا۔ ورنہ دنیا کی تاریخ میں کہیں کوئی نبی۔ کہیں کوئی نبی آتے ہی رہے۔ پس جب چھ سو سال کا انتظار جب اتنے عظیم الشان انسان کیلئے ہوتا ہے۔ تو کیا تیرہ سو سال کا انتظار کوئی اس سے بھی بزرگتر انسان لانے والا تھا۔ یا عملی رنگ میں سلسلۂ نبوت کا منقطع ہو جانا صاف شہادت اس امر کی ہے۔ کہ آپ کے بعد اب کوئی نبی آنے والا نہیں"

مولوی صاحب کی مذکورہ بالا عبارت کو پڑھکر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جناب مولوی صاحب نے یا حضرت اقدس کی تمام کتب کا بغور مطالعہ نہیں کیا۔ یا اگر کیا ہے تو کتمان حق سے کام لیا ہے۔ ایک طرف مولوی صاحب کی اس عبارت کو رکھیں۔ اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود کی اس عبارت کو۔ کہیں تو زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ حضور حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۹۸ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عیسےٰ سے ساتویں صدی پر مبعوث ہوئے تھے کیونکہ خدا تعالیٰ نے دیکھا کہ ساتویں صدی تک بہت سی گمراہی عیسائیوں اور یہودیوں میں پیدا ہو گئی تھی۔ سو خدا تعالیٰ نے دونوں قوموں کیلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بطور حَکَم مبعوث فرمایا۔ جو مسلمانوں کیلئے حَکَم مقدر تھا۔ اس کے ظہور کی میعاد پہلی میعاد سے دو چند کی گئی یعنی چودھویں صدی یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ کہ عیسائی تو صرف ساتویں صدی تک بگڑ گئے۔ مگر مسلمانوں کی حالت میں اس مدت کے دو حصہ میں پہنچکر فتور آئیگا۔ اور چودھویں صدی کے سر پر ان کا حَکَم ظاہر ہوگا"

کیا غیر مبائع حضرات اس امر کی طرف توجہ کریں گے کہ کیا ایسا شخص اس قابل ہے کہ اُسے "امیر قوم" کے لقب سے ملقب کیا جائے۔ اور اس کی پیروی کی جائے۔ جو حَکَم و عدل کے فیصلہ کے صریح خلاف اپنے غلط عقاید کی ترویج کے لئے من گھڑت باتیں لوگوں کے سامنے پیش کرے۔

مطالبہ نمبر ۹۴

غیر مبایعین حضرات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سلسلہ نبوت کو مسدود قرار دینے کیلئے آیت خاتم النبیین کو پیش کیا کرتے ہیں۔ اور آیت مذکورہ میں لفظ خاتم پر بحث رہا کرتی ہے۔ غیر مبائع صاحبان اس کے معنے "آخری" کے کرتے ہیں۔ اور ہم "مہر" کے کیا کرتے ہیں۔ اس لئے میں آپ صاحبان کی خدمت میں ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔ جس سے کھلے طور پر معلوم ہو جائیگا کہ لفظ خاتم کے معنی سوا مہر کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتے۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِيْ وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهِ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ (مشکوۃ باب احکام المیاہ)

ترجمہ:۔ روایت ہے سائب بن یزید سے کہا لیگئی مجکو میری خالہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سو کہا اس نے اے رسول خدا میرا بھانجا بیمار ہے۔ پس آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور میرے لئے برکت کی دعا کی۔ پھر آپ نے وضو کیا۔ پھر میں نے پانی پیا۔ آپ کے وضو کے پانی سے پھر کھڑا ہوا میں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک کے پیچھے پھر میں نے آپ کی مہر نبوۃ کو دیکھا۔ جو آپ کے دو کندھوں کے درمیان تھی۔ چھپر کٹ کی کھنڈی کی طرح؛

اس حدیث میں خاتَم کا لفظ بھی ہے۔ اور نبوت کا بھی اور خاتم النبیین کی طرح ہے یہی یہاں ترکیب اضافی پھر کیا وجہ ہے کہ یہاں تو خاتم کے معنی مُہر کے کئے جاویں۔ اور آیت میں اس کے معنے "آخری" کے کئے جاویں۔ کیا کوئی غیر مبائع اس پر روشنی ڈالیں گے۔

مطالبہ نمبر ۹۵

منجملہ دلائل شرعیہ کے ایک اجماع بھی ہے۔ کیونکہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ لا تجتمع امتی علے الضلالۃ کہ میری امت کا اجماع ضلالت پر کبھی نہ ہوگا۔ اس حدیث کو مدنظر رکھ کر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد تمام احمدیوں نے الوصیت سے یہی سمجھا کہ جماعت احمدیہ کی باگ ڈور ایک شخص کے ہاتھ میں ہونی چاہئے۔ چنانچہ "مبدر" میں شائع کیا گیا کہ "بموجب حکم رسالہ الوصیت حضرت حاجی حکیم مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفہ منتخب کئے گئے ہیں تمام جماعت کو انکی بیعت کرنی چاہئے"۔ خواجہ کمال الدین صاحب و مولوی محمد علیصاحب اور دیگر غیر مبایعین حضرات نے بھی متفقہ طور پر آپ کی بیعت کی تو اس امر پر چھ سال تک جماعت کا اجماع رہا۔ اب دو صورتوں سے یہ بات خالی نہیں۔ یا تو احمدی امۃ احمدیہ میں سے نہیں۔ اس لئے سب کا ضلالت پر اجماع ہو گیا اور اگر امت احمدیہ میں سے ہیں۔ تو ضرور ہے کہ سب کا اجماع قابل اتباع ہو! آپ بتائیں کہ آپ نے اس اجماع کے خلاف کیوں کیا؟

مطالبہ نمبر ۹۶

غیر مبائع حضرات کہا کرتے ہیں کہ حضرت کی جانشین انجمن ہے خلیفہ نہیں۔ اگر یہ امر درست ہے۔ تو پھر بتائیں۔ کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب و دیگر غیر مبائع سے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے دوبارہ بیعت کیوں لی۔ کیا کوئی انجمن احمدیہ قادیان کا ایسا ریزولیوشن ہے۔ جس کی بنا پر آپ سے دوبارہ بیعت لیگئی۔ نیز یہ بھی بتائیں کہ آپ کے دوبارہ بیعت لینے کے کیا وجوہات تھے۔ آپ سے ایسا کونسا قصور سرزد ہوا تھا۔ جس کی بنا پر آپ کو اس قابل سمجھا گیا۔ کہ دوبارہ آپ کی بیعت لی گئی۔

(خاکسار عبدالاحد مولوی فاضل)

پیغامی پراپیگنڈہ

اور

پیغامی تہذیب و شرافت کا نمونہ

سری نگر کشمیر کے ایک ممبر پیغامی مولوی محمد عبداللہ صاحب وکیل نے پچھلے دنوں مشین سیویاں میں ایک مضمون لکھا تھا۔ جس میں اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کرکے میری طرف بعض درشت الفاظ منسوب کئے تھے۔ اور لکھا تھا۔ کہ احمدی ظاہر میں تو بڑے حلیم نظر آتے ہیں۔ مگر پرلے درجہ کے بد تہذیب ہوتے ہیں۔

اس وقت چونکہ پیغامی "مولانا" کے رقعہ جات میرے پاس موجود نہ تھے۔ اس لئے مفصل نہ لکھ سکا۔ اب جبکہ تمام رقعہ جات سری نگر سے میرے پاس پہنچ گئے ہیں۔ تو سلسلے ان میں سے چند الفاظ ناظرین کیلئے لکھتا ہوں۔ تا احباب معلوم کرلیں۔ کہ کس طرح یہ لوگ ظالم ہو کر اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کرتے ہیں۔ اور پبلک کو دھوکہ میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں؟

مولوی صاحب دیکھئے کس متانت اور سنجیدگی سے لکھتے ہیں:۔ "ایسی موٹی بات کو بار بار سمجھانے پر اگر کوئی قادیانی گدھا۔ جو دین سے جاہل محض ہو۔ اور جس کی عقل پیر پرستی سے ماری گئی ہو۔ نہ سمجھے تو ایسے انسان کو مخاطب کرنا بھی گناہ عظیم ہے"۔ "ایسی چوڑی بکواس سے کچھ فائدہ نہیں"۔ "تم بار بار سودائیوں کیطرح بک رہے ہو"۔

"خر بود اندر حماقت بے نظیر
قادیانی را بہر موصد خرے"

"ہزار لعنت ایسے حرام زادے پر جو مولوی کہلا کر جھوٹ بولے"۔ "اگر ... کسی انسان کا بچہ ہوتا تو شرافت سے اصل مسئلہ پر بحث کرتا"۔ "کتابیں چرانا وعدہ خلافی کرنا۔ جھوٹ بولنا قادیانی سنت ہے"۔ "جب ایک سؤر کا بچہ مولوی کہلا کر ثابت کرے کہ وہ کنجر ہے۔ تو اس کا علاج یہی ہے"۔

ایک طویل دفتر سے یہ چند کلمات جو پیغامی تہذیب کو ظاہر کر رہے ہیں۔ آپ کے سامنے رکھے جاتے ہیں آپ خود ہی فیصلہ فرمالیں۔ کہ ان لوگوں کا خواہ مخواہ کا غلط پراپیگنڈا سوائے پبلک کو دھوکہ دینے کے اور کیا معنے رکھتا ہے۔

علاوہ ازیں جب تک میں وہاں رہا میرے بیندرہ مطالبات "مولانا" کی چھاتی پر مونگ دلتے رہے مگر جب میں واپس آگیا۔ تو ایک معزز وزیر ریاست جس کے ہاں میں بطور مہمان فروکش تھا اسے مولوی عبداللہ صاحب نے جو رقعہ پہنچایا وہ بھی آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں تا آپ کو معلوم ہو۔ کہ یہ لوگ کس قدر کینہ توز واقع ہوئے ہیں۔

حالانکہ مناسب یہ تھا۔ کہ میری موجودگی میں جواب دیا جاتا مگر جو لوگ پیٹھ پیچھے سے تیر مارنیکے عادی ہوں انکا شکوہ ہی کیا آپ لکھتے ہیں۔

"اللہ اکبر خربت خیبر
ضربت الذلتہ علےٰ شیطان مرید"

خدا کی قدرت سارا دجل ایک ہی کاری حربہ سے پاش پاش ہوگیا۔ (گالیوں کا حربہ) "اور قادیانی کتے کا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور بھونکتا ہوا بھاگا"۔ یہ ہے وہ تہذیب جسپر پیغامیوں کو ناز ہے اور یہ ہے انکے معزز لوگوں کی کلام کا نمونہ۔ نعوذ باللہ منہا

(خاکسار عبدالاحد داتوی مولوی فاضل)

ایک اور

خر عیسےٰ اگر بمکہ رود
چوں بیاید ہنوز خر باشد

"پیغام سیویاں" کی ایک اشاعت میں "فسخ بیعت" کے متعلق "رسوائے عالم" کا ایک اعلان (جو کند ہمجنس باہمجنس پرواز کا مصداق ہے) میری نظر سے گذرا۔ مجھے اس دروغگو سے قطعاً یہ امید نہ تھی کہ وہ کذب بیانی اور ہرزہ سرائی میں اس حد تک بڑھ جائیگا۔ اس نے تو اس بات کا اعلان اب کیا ہے۔ لیکن اہل بصیرت پر آج سے آٹھ سات سال پہلے یہ بات واضح ہو چکی تھی۔ کہ "اس رسوائے عالم" کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان نہیں۔ ضرور ہے۔ کہ کبھی نہ کبھی اس کی خباثت رنگ لائے۔ اور اس کی دنیا و عاقبت خراب کرے ؎

نہ خدا ہی ملے نہ وصال صنم
نہ ادھر کا رہے نہ اُدھر کا رہے

لیجئے صاحب! کذب بیانی کی بھی حد ہوگئی۔ لکھتے ہیں:۔

"نیا نیا جوش تھا۔ فوراً کاروبار۔ والدین اعزو اقارب کو چھوڑ کر باقی زندگی قادیان میں بسر کرنے کا فیصلہ کرکے قادیان ہجرت کر آیا"۔

بندۂ خدا کچھ تو عقل سے کام لو۔ بھلا وہ واقعات بھی کبھی کسی سے پوشیدہ ہیں۔ جن کے اس "نئے نئے جوش" کے اظہار کے لئے ۱۹۲۱ء میں آپ تڑکیب ہوئے۔ جبکہ ..... سے رنگ رلیاں منائی جارہی تھیں؟ یہ کیوں نہیں کہتے۔ کہ:۔

"کچھ عرصہ ہوا ایک مکان کی تعمیر کے لئے مجھے قادیان آنا پڑا۔ لیکن یہاں کے لوگوں کی خوش معاملگی اور بلند حوصلگی نے مجھے مجبور کیا۔ کہ میں یہیں رہائش اختیار کرلوں مکان کی تعمیر کے دوران میں مالک مکان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ایک دوست (جو صدر انجمن کے ایک معزز رکن ہیں) کے ساتھ میرے تعلقات بڑھ گئے۔ ان کے حسن اخلاق نے مجھے امید دلائی کہ اگر میں ان سے مدد کی درخواست کروں۔ تو غالباً وہ میری مدد کیلئے آمادگی کا اظہار کرینگے لیکن کبھی کبھی یہ خیال بھی پیدا ہوتا تھا۔ کہ ممکن ہے احمدی نہ ہونا۔ اس امر کے لئے کسی حد تک مانع ہو۔ سو بعض ہم مجلسوں نے جو خود بھی اسی طرح احمدی بنے ہوئے تھے جن کے اندر بھی نفاق کا شائبہ تھا مجھے مشورہ دیا کہ تم احمدیت کا اعلان کردو۔ بس پھر کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ لوگ اپنا مال وجان قربان کرکے بھی تمہاری مدد کیلئے تیار ہو جائیں گے۔ چنانچہ بیعت کرنے کے بعد ایسا ہی ظہور پذیر ہوا۔ بعض بزرگان ملت نے کوشش کرکے انجمن کے صیغہ تعمیر میں ملازم کروا دیا۔

لیکن قسمت نے یاوری نہ کی۔ اور مجھے ۱۹۲۷ء میں ڈسچارج کردیا گیا۔ تب پھر مجھے خیال آیا۔ کہ اس احمدیت کا کیا فائدہ! جس امید پر میں نے بیعت کی تھی وہ بھی جاتی رہی۔ چنانچہ میں نے اسی وقت "فسخ بیعت کے اعلان" کا ارادہ کرلیا۔ لیکن میرے ہم مشربوں نے مجھے مشورہ دیا۔ کہ نہیں ایک دفعہ پھر "اخلاص" کا اظہار کرتے ہوئے کوشش کرو۔ شاید کچھ حاصل ہو جائے چنانچہ اس مشورہ پر بھی عمل کیا گیا۔ لیکن افسوس! صد افسوس کہ اس دفعہ بھی باوجود ہزار کوشش کے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ ؎

آبیاری ابرِ رحمت نے نہ کی اب کے برس
مزرعِ امید اپنی خشک بے پانی ہوئی

رفتہ رفتہ نوبت بایں جا رسید کہ کھانے پینے کے لئے گھر میں کچھ نہ رہا۔ فاقہ پر فاقہ ہونے لگا۔ آخر یہاں سے کوچ ہی کرنا پڑا۔

ہاں پیران محسنوں کے احسانوں کا بدلہ یوں دیا کہ انہی کو بدنام کرنا شروع کردیا۔ کیا ہی خوب کسی نے کہا ہے ؎

بود آں فرومایہ بدگوہرے
کہ منعم خود بتابد سرے

پھر خیال آیا۔ کہ چلو پیغامیوں کے ہاں ڈیرے جاؤ شاید وہاں سے ہی کچھ مل جائے۔ مگر وائے قسمت! کہ کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے بھی جواب دیدیا۔ اب کسی طرح غیر احمدیوں کو خوش کرکے پیسے بٹورنے کی فکر ہوئی۔ اور اس کے لئے فسخ بیعت کا اعلان کرنا پڑا۔

خوب! خوب!! اس فقرے کو تو پڑھتے ہی لطف آگیا۔ کیا ہی خوب لکھا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"میرا کام مساجد میں نماز باجماعت ادا کرنا اور بزرگان جماعت احمدیہ کا وعظ سننا تھا"

کوئی ان سے پوچھے کہ نام خدا یہ تو بتاؤ۔ کہ ایک سال میں کتنی نمازیں باجماعت ادا کیا کرتے تھے کیا یہ امر واقعہ نہیں۔ کہ آپ نے سال میں ایک آدھ دفعہ بھی مسجد میں قدم نہیں رکھا؟ پھر اسی پر بس نہیں۔ گھر پر بھی کبھی نماز نہیں پڑھی۔ اس کے ثبوت کیلئے پہلے میں ان لوگوں کی شہادت پیش کرتا ہوں جو آپ کے ساتھ رہتے تھے۔ پھر کیا میرا ذاتی مشاہدہ اس بات کیلئے کافی ثبوت نہیں؟ کیا آپ نے قیام لاہور کے دوران میں تین ماہ میں ایک نماز بھی ادا کی تھی؟ ہاں تو کیا آپ کبھی بھی مجلس وعظ یا درس قرآن مجید یا حدیث کے درس میں گئے تھے؟ مستریوں کی مجالس سے فرصت ہوتی تب ہی جاتے۔ قیام قادیان اور قیام لاہور کے دوران میں آپ جس مجلس میں بیٹھتے۔ بزرگان دین پر نکتہ چینی شروع کردیتے۔ کیا کانگڑہ کی پہاڑیوں میں جو آپ نے کرتوتیں کیں وہ بھی "نماز باجماعت" کی ادائیگی میں ہی داخل ہیں؟

بہت سی خرافات کے بعد کچھ جنازوں کے متعلق بکواس کی ہے۔ لیکن انہیں یہ معلوم ہونا چاہئے۔ کہ اس کا انحصار "اخلاص" پر ہے۔ نہ کہ امارت پر۔

آخر میں خبث باطن کا اظہار کرتے ہوئے ایک خاص جنازے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کیا انہیں یہ معلوم نہیں۔ کہ شیخ صاحب نے اپنی لڑکی کی شادی کرتے وقت بیعت کے عہد کو توڑا تھا۔ جو اخلاص کی کمی اور ایمان کی کمزوری کا بیّن ثبوت ہے۔

میں اس بدنام کنندۂ اسلام کو مخلصانہ مشورہ دیتا ہوں۔ کہ باز آ۔ اپنی شرارتوں سے توبہ کر۔ یاد رکھ! تجھ سے پہلے بہتوں نے خدا کے دین کو کمزور کرنے کی کوشش کی۔ لیکن قبل اس کے کہ وہ دین کو ذرہ بھر بھی نقصان پہنچا سکیں۔ خود ہی ہلاک ہو گئے۔

یاد رکھو خدا کے دین کا مقابلہ کوئی معمولی بات نہیں۔ خدا کے قہر سے ڈرو۔ اسی کی طرف پھر رجوع کرو۔ تمہاری یہ شرارتیں جماعت کو ذرہ بھر بھی نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ خدا کی یہ قدیم سے سنت ہے۔ کہ وہ اپنے دین کو منافقوں کے گروہ سے پاک کرتا چلا جاتا ہے۔ وہ اسی طرح کر رہا ہے۔ اور اسی طرح کرتا چلا جائیگا

(ایم۔ اے۔ خالد)

"مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا"

جس طرح دنیاوی حکومتوں نے اپنا انتظام قائم رکھنے کیلئے مختلف آئین و قوانین وضع کئے ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایزد متعال نے بھی ازل سے بعض قوانین مقرر کر رکھے ہیں۔ یہ قوانین باوجود امتداد زمانہ جوں کے توں چلے آتے ہیں۔ اور چلے جائیں گے۔ ان میں ذرہ بھر بھی نہ کوئی تبدیلی ہوئی ہے اور نہ آئندہ ہوگی۔ جیسا کہ خود ذات باری نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے۔ کہ "لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا" یعنے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قوانین میں تم ہرگز ہرگز کبھی بھی کسی قسم کی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔ ابتدائے آفرینش سے یہ قوانین جاری ہیں۔ اور جب تک یہ سلسلہ قائم رہیگا تب تک ان کا اجرائے ہوتا رہیگا۔

اللہ تعالےٰ نے اپنی صفات کاملہ کے اظہار کلی کیلئے انسان کو پیدا کیا۔ اور اس نے اپنے فعل کا مختار بنا دیا۔ نیکی اور برائی کی دونوں قوتیں اسمیں ودیعت کیں۔ اور "فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى" کا وعدہ کرتے ہوئے فرمایا۔ "فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک طرف تو ہدایت قبول کرنے والے امنوا و عملوا الصّٰلحٰت کیلئے جنّٰتٍ تجری من تحتہا الانھٰر کی بشارت دی۔ دوسری طرف کفر کرنے والوں اور ہدایت کے منکروں کو اصحاب النار کا خطاب دیتے ہوئے عذاب عظیم کی خبر دی۔ لیکن باوجود اس انذار کے اللہ تعالیٰ نے فطرت انسانی کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ اور حضرت انسان پر حجت قائم کرنے کیلئے ان رحمتی وسعت کل شیءٍ کا ثبوت یوں پیش کیا۔ کہ "ما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولا" ہم ہرگز ہرگز تمہیں عذاب نہیں دیں گے۔ جب تک تم پر پوری پوری حجت اپنا رسول بھیجکر قائم نہ کریں۔ چنانچہ یہ سنت الٰہی قدیم سے پوری ہوتی آئی ہے۔ اور رہوتی چلی جائیگی۔

زمانۂ ماضی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح نے جب ہدایت کا علم بلند کیا۔ تو بعض آپ پر ایمان لے آئے مگر اکثر نے تکذیب کی۔ اور عذاب الٰہی میں جو باد و باراں کی صورت میں نمودار ہوا۔ مبتلا ہوئے اور سیلاب عظیم میں غرق ہو گئے۔

ایسا ہی باقی انبیاء مثلاً حضرت ہُود۔ حضرت صالح حضرت لُوط۔ اور حضرت شعیبؑ کے وقتوں میں منکرین پر مختلف قسم کے عذاب قحط۔ زلزلہ۔ اور باد و باراں کی صورت میں نمودار ہوئے۔

پھر جب فرعون اور اس کے ہمنواؤں نے اپنی بدی کی طاقت سے کام لیکر ہدایت کے بدلے ضلالت کو مول لیا تو رحمت باری حضرت موسیٰ کی شکل میں ظاہر ہوئی۔ تاکہ فرعون اور اسکی قوم کو نیز بنی اسرائیل کو بھی خدائے وحدہ لاشریک کی طرف راغب کرے۔ اور انکو جتلا دیوے کہ وہ صحیح راستہ کو چھوڑ کر غلط راستہ پر بھٹک رہے ہیں۔ بنی اسرائیل نے حضرت کلیم اللہ کی بات کو سُنا اور قبول کیا۔ مگر فراعنہ نے لاپرواہی برتی۔ تو خدا کا عذاب انہیں بجبرہ قلزم میں کھینچ کر لیگیا۔ غرضیکہ دنیا کی تاریخ پر اگر نظر غایر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ عذاب کا تعلق ہمیشہ نبیوں کے زمانہ سے ہی ہوتا رہا ہے۔ گویا نبیوں کا زمانہ اور عذاب لازم و ملزوم ہیں۔

پھر موجودہ زمانہ میں بھی جو طرح طرح کے عذاب آ رہے ہیں ضروری ہے کہ انکی وجہ بموجب سنت الٰہی کے مطابق دی ہو جو پہلے ہوتی رہی ہے۔ کوئی بھی گذشتہ زمانہ کا عذاب ایسا نہیں جو اس زمانہ میں نہ آیا ہو۔

مختلف وبائیں۔ قحط۔ زلزلے۔ باد و باراں کے طوفان۔ آگ کا عذاب۔ ذلت و مسکنت تمام قسم کے عذاب دنیا میں آ رہے ہیں۔ مگر اکثر ایسے سنگدل ہیں۔ جو یہ نہیں سوچتے۔ یا نہیں سوچنا چاہتے۔ کہ یہ عذاب کیوں آتے ہیں۔

حال ہی میں اکثر دریاؤں میں سیلاب آنے کی وجہ سے ہزاروں بستیاں نیست نابود ہو گئی ہیں۔ ہزاروں لوگ بے خانماں ہو گئے ہیں۔ نقص من الثمرات کا منظر پیش نظر ہے مگر بہت کم ہیں۔ جو امام وقت کو پہچاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

چوہدری علی اکبر۔ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس تحصیل پھالیہ ۲۹ء

خواتین جماعت احمدیہ اور احمدیہ مشن لنڈن کا چندہ

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے خواتین جماعت احمدیہ کے متعلق اپنے ایک حال کے مضمون میں جو یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ انہیں احمدیہ مشن لنڈن کے اضافہ کیلئے ۹ ہزار روپیہ جمع کرنا چاہیئے۔ اسپر مختلف مقامات کی احمدی مستورات جلسے منعقد کر کے فراہمی چندہ کی کوشش کر رہی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم عنقریب انکی مساعی جمیلہ کا ذکر اخبار میں کریں گے۔ لیکن جن مقامات کی خواتین نے اس بارہ میں تا حال کوئی عملی قدم نہیں اُٹھایا ہو انہیں توجہ دلاتے ہیں کہ وہ بھی جلد سے جلد کام شروع کر دیں اور اپنی کوشش سے الفضل کو مطلع فرمائیں۔ تاکہ اخبار میں ذکر کیا جا سکے جہاں تک ممکن ہو جلد توجہ کرنی چاہیئے۔

سائمن کمیشن کی لاہور میں آمد

کانگرسیوں کا مظاہرہ

مسلمانوں کی حالت زار

میں حُسن اتفاق سے قریباً ایک ہفتہ سے لاہور میں مقیم ہوں۔ اور سائمن کمیشن کی آمد پر کانگرسیوں کی نقل و حرکت کو بحیثیت ایک غیر جانبدار کے خوب دیکھ رہا ہوں تقریباً تمام بڑے چھوٹے جلسوں میں میں شریک رہا ہوں بالخصوص ۳۰ اکتوبر کے جلوس اور جلسوں میں قریباً بالکل شامل رہا ہوں۔ اس لئے میں کہہ سکتا ہوں کہ جو کچھ میری آنکھ نے دیکھا اور جس نظر سے دیکھا۔ شاید ہی کسی نے دیکھا ہو۔

۳۰ اکتوبر سے پہلے کے جلسوں میں کانگرسی لیڈروں نے جس قدر محنت اور مشقت سے اور گلے پھاڑ پھاڑ کر اور خدا اور مذہب اور ملک و قوم کیواسطے دے دے کر اور گورنمنٹ کیطرف مظالم منسوب کر کر کے عوام کو ہڑتال کی تحریک جاری رکھی۔ وہ قابل داد اور لائق تحسین ہے۔ ان بیکس لیڈروں کی اس جانفشاں محنت کو دیکھ کر میرا بھی دل چاہتا تھا۔ کہ کچھ تھوڑی بہت ہی ہڑتال واقعہ ہو جائے۔ تو اچھا ہی ہے۔ تاکہ ان لیڈروں کا بھرم رہ جائے مگر وائے برحال لیڈران کہ ایک بھی دکان بند نہ ہوئی اور نہ ہی کسی اخبار نے ہڑتال کی۔ بہتر تھا۔ کہ ایک روز کیلئے زمیندار یا پرتاپ یا ملاپ وغیرہ بند ہو کر نمونہ قائم کرتے

جلسوں میں حاضری کی تعداد

کانگرس اور خلافت کمیٹی کے پروپیگنڈہ کے اصولوں میں ایک اہم اصول یہ بھی ہے کہ سینکڑوں کو ہزاروں بتلایا جاتا ہے۔ مثلاً دو سو حاضری ہو۔ تو دو ہزار اور کبھی ڈیڑھ دو ہزار ہو۔ تو پھر بیس پچیس ہزار حاضری لکھی جانی کانگرسی اخباروں کے اہم فرائض میں سے ہے۔ سو یہی کیفیت میں ان جلسوں میں دیکھتا رہا ہوں۔ کئی مرتبہ میں نے اندازہ لگانے کی خاطر جلسہ کی دو چار قطاروں کو گن کر ہزار ڈیڑھ ہزار کا زیادہ سے زیادہ اندازہ لگایا۔ مگر دوسرے روز اخباروں میں موٹی موٹی سرخیوں سے پندرہ بیس ہزار تک کی تعداد حاضری لکھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کا نام جھوٹ رکھنا کانگرسی اصول کے ماتحت جھوٹ ہے بس یہ تو ہے جلسوں اور جلوس کی حاضری کی اصل حقیقت۔

کمیشن کے بائیکاٹ کا حقیقی فلسفہ

یہاں پر اگر میں ہندو لیڈروں کی دیانتداری اور قوم و ملک کی سچی پاسداری اور اخلاص و خدمتگذاری کا اعتراف نہ کروں۔ تو میں حق پوش ہوں گا۔ میں بلا خوف لومۃ لائم کہتا ہوں۔ کہ ہندو لیڈر چھوٹے بڑے اپنی قوم کے حق میں نہایت مخلص ہیں۔ اور قابل رشک ہیں۔ کاش کہ مسلمانوں کے لیڈروں میں سے ایک آدھ ہی ہندوؤں کے چھوٹے سے چھوٹے لیڈر کا ہم پلہ بن سکتا۔ ہندو مسلمانوں کے مخلوط لیڈروں کی بجائے تقریریں سننے سے موازنہ کرنیکا خوب موقعہ ملا ہے جس متانت اور سنجیدگی سے ہندو لیڈر اپنے مطالب اور مافی الضمیر کو فرقہ وارانہ جذبہ کے ماتحت بیان کرتے تھے۔ لاریب یہ انہی کا حصہ ہے۔ ہندوؤں میں نہ وہ اوچھاپن پایا جاتا ہے جو نام نہاد مسلمان لیڈروں میں عام نظر آتا ہے۔ اور نہ ہی کوئی کلمہ استہزا و تحقیر ان کے منہ سے اپنے بزرگوں کے متعلق نکلا۔ جو بموجب اصطلاح کانگرسیوں کے نوکر شاہی کی آڑ میں قومی خدمت بجا لا رہے ہیں۔ مثال کے طور پر میں لالہ لاجپت رائے جی (جنکی عزت میرے دل میں بوجہ ان کے مخلص اور سچا ہندو لیڈر کے بہت ہے) ایک فقرہ نقل کر دیتا ہوں ۳۰ اکتوبر کی رات کو اثنائے تقریر میں فرمایا۔ کہ سائمن کے سامنے ہمارے ہندو ممبر کمیشن کے سامنے کیا یہ شہادت دیں گے کہ سر فضل حسین نے ہندوؤں کی یہ یہ حق تلفیاں کیں اور مسلمان ممبر یہ شہادت دیں گے۔ کہ ہندوؤں کی مہاجنی مسلمانوں کو تکلیف اور نقصان پہنچا رہی ہے“۔ قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔ اس ایک ہی فقرہ میں لالہ جی موصوف نے جنبہ داری اور فرقہ داری کے حقوق کو جس خوبی سے ادا کیا ہے۔ یہ انہی کا حصہ تھا۔ کہ مسلمانوں کے ممبر کا تو نام لے لیا۔ مگر اپنی طرف کے کسی سر اور کسی وزیر کا نام تو کیا اشارہ تک بھی نہ کیا جنکے متعلق آئے دن اخباروں میں چیخ و پکار رہتی ہے۔ کاش مسلمان لیڈروں کی آنکھیں کھلیں۔

بہر حال جذبۂ قومی میں یہ ہندو لیڈر مسلمانوں کیلئے قابل تقلید نمونہ ہیں۔ اب میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ کمیشن کا بائیکاٹ کیوں متحدہ طور پر منایا گیا۔ اس کی وجہ جو میں واقعات و حالات دیکھ کر سمجھتا ہوں یہ ہے۔ کہ پچھلے دنوں جبکہ نہرو رپورٹ کی تائید میں کانگرس کے وظیفہ خوار نام نہاد مسلمان جھولی چکوں نے جلسے کئے۔ تو سمجھدار مسلمانوں کے طبقہ کی تھوڑی بہت آنکھیں کھلیں۔ اور نہرو رپورٹ کی ان خامیوں کی قلعی عام طور پر کھلنے لگی۔ جو مسلمانوں کے مستقبل کی ہلاکت پر مبنی تھیں۔ تو اس پر آقایان کانگرس کی حکمت بالغہ نے نہرو رپورٹ کے قصہ کو کچھ وقفہ کیلئے بند کرنا ضروری سمجھا۔ اور عوام کی بگڑی ہوئی ذہنیت سے بیجا فائدہ اٹھانے کی خاطر ٹیکسوں اور روپے اور دیگر عام شکایات جو ہر گورنمنٹ کے عہد میں پیدا ہوتی لازمی امر ہیں۔ اپنے ”جھولی چک مولانایان“ کے ذریعہ یاد دلا کر پروپیگنڈا کا طریق بدل دیا۔ کہ ہم کو یہ گورنمنٹ ہی نہیں چاہئے۔ ہم آزاد ہونا چاہتے ہیں۔ سادہ لوح اور صاف دل عام مسلمان ان پالیسیوں کو کیا سمجھیں (جبکہ ان کے ”جھولی چک“ لیڈر جو کانگرس کے سنہری روپہلی دلائل پر مائل اور قائل ہیں) ہندوؤں کی ان گہری چالوں کے سمجھنے سے بکلی قاصر ہیں۔ جھٹ مغلوب الغضب ہو کر اور اپنے نفع و نقصان کو نہ سوچ کر اندھا دھند ان کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔

پس آقایان کے کانگرس کی یہ چال کامیاب نکلی۔ اور بھولے بھالے مسلمانوں کو مسلمانوں کے نام نہاد لیڈروں کے ذریعہ پھانس لیا۔ یہ چال نہایت سوچ کر اختیار کی گئی۔ کیونکہ مسلمانوں میں ایک طبقہ ایسا بھی ہے۔ کہ جو نہرو رپورٹ کی خطرناک خامیوں کا علم رکھنے کے باوجود ملکی آزادی اور ملکی حکومت کی ترنگ میں بائیکاٹ کمیشن ہی نہیں۔ بلکہ گورنمنٹ کی ہر بات سے بائیکاٹ کرنیکا حامی ہے۔ مسلمانوں کی اس اسپرٹ سے ہندوؤں نے فائدہ اٹھایا۔ اور خوب اٹھایا۔ حالانکہ مسلمان ذرا بھی سوچتے۔ اور عقل سے کام لیتے۔ تو انکو معلوم ہو جاتا کہ ہندوؤں کا اس وقت نہرو رپورٹ کے منحوس ذکر کو بالائے طاق رکھنا اور بائیکاٹ شامِ پر زور دینا۔ ضرور کچھ فرقہ وارانہ معنے رکھتا ہے۔ بوئے گفتن نے آید کا مصداق ہے۔ اس لئے اس وقت مسلمانوں کا بائیکاٹ نہ کرنا بالفاظ دیگر نہرو رپورٹ سے اتفاق نہ کرنیکا اعلان ہوتا تا کہ ان کی پچھلے دنوں کی محنت بارآور ہوتی۔ مگر واہ ری ہندو قوم ایک ہی چال میں مسلمانوں کی سب کری کرائی ڈبو دی۔ جس طرح پولیس لاہور نے مخلوطیوں کے جلوس اور جلسوں کی تمام محنت کو صرف لوہے کی خاردار جالیوں کے ذریعہ اکارت کر دیا۔ کاش کہ اب بھی مسلمانوں کی آنکھیں کھلیں۔ اور بدستور نہرو رپورٹ کی مخالفت کے پروپیگنڈا کو پھر سے جاری کر دیں۔ کیونکہ کانگرس مسلمانوں کو ان بے تعلق ہنگاموں میں ڈال کر نہرو رپورٹ سے غافل رکھنا چاہتی ہے۔ تا کہ اس اثنا میں اپنے نوکر شاہی ایجنٹوں کے ذریعہ مسلمانوں کی اس خاموشی سے کمیشن کو یقین دلا سکیں کہ یہ نہرو رپورٹ ہندو مسلم کی متفقہ آواز ہے۔

کمیشن کیخلاف جلوس اور جلسہ کی کیفیت

کمیشن کے خلاف جلوس کے اخباروں میں مفصل حالات شائع ہو چکے ہیں۔ اسلئے مجھے ان تفصیلات میں پڑنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ہاں جو کچھ میں نے اپنے طور پر محسوس کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جسطرح پرانے زمانہ میں بادشاہ اپنے دربار میں ایک دو درباری ایسے بھی رکھا کرتے تھے۔ جو غم غلط کرنیکا ذریعہ تھے۔ جیسے اکبر کے زمانہ میں ملا دو پیازہ اور بیربل وغیرہ۔ یا جیسا کہ آجکل تھیٹروں میں دیکھا جاتا ہے۔ کہ اس قسم کا ایک آدھ غم غلط ایکٹر ضرور رکھا جاتا ہے۔ بعینہ اسیطرح آقایان کانگرس نے ”آغا شاہ عطاء اللہ بخاری“ جیسے مولانایان کو رکھا ہوا ہے۔ واقعی جسطرح آقائے مذکور اپنا پارٹ [illegible] کر کے کانگرس کا حق نمک ادا کرتے ہیں یہ انہی کا حصہ ہے۔ متانت اور سنجیدگی کو آقائے مذکور سے اینٹ پتھر کا بیر ہے۔ اگر خدانخواستہ کبھی یہ عیب آقائے مذکور کے پاس پھٹک جائے تو آقائے کانگرس انکو بیک بینی و دوگوش باہر کر دیں پس جسطرح کانگرس کے اصول میں جھوٹ کو جھوٹ کہنا جھوٹ ہے۔ اسی طرح مولانایان کی ڈکشنری میں بدتہذیبی اور تمسخر کو بدتہذیبی کہنا ہی بدتہذیبی ہے۔ میرے ایک دوست نے سنایا کہ کل پرسوں ہی کسی مسلمان نے کمیشن کے بائیکاٹ کے خلاف کے ایک اشتہار میں گورنمنٹ کو ”ظل الٰہی“ لکھ دیا۔ تو کانگرس کے درباری مولانا بخاری نے بقول زمیندار ایسی دھجیاں اڑائیں کہ لغو باللہ ایسے خدا کو جس کا یہ ظل ہے۔ میں جوتی کی نوک پر رکھتا ہوں۔ اس سے ان مولانایان کی طہارت قلبی کا قیاس کر لیں۔ اور پھر سامعین نے داد دی کہ سبحان اللہ۔ غرضیکہ ہر قسم بھانت کے مولانایوں سے ہندو جو کچھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمانوں کے خلاف کروانا چاہیں۔ نہایت آسانی سے کرا دیتے ہیں۔ بھاڑے کے ٹٹو بھی جانتے ہیں۔ کہ کام تو کبھی کبھار ہی پڑتا ہے۔ مگر وظیفہ چیرہ کانگریس مستقل ماہوار اضعفاً مضاعفہ ہوکر مل جاتا ہے۔ اور جب سپیشل ڈیوٹی پر کسی بڑے چھوٹے گھر بھی جانا پڑ جائے۔ تو پھر الاؤنس اصل سے بھی کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ اور شہید قوم اور لیڈر جیسے معزز خطابات کی بھرمار ہو ہی جاتی ہے۔

دوسری قسم کے نام نہاد مسلمان لیڈر مولانا عبدالقادر قصوری جیسے بزرگ ہیں۔ میں اخباروں میں آپ کا نام اکثر پڑھتا تھا۔ اور بچشم خود اور بسمع خود دیکھنے سننے کا اتفاق اب کی مرتبہ ہوا ہے۔ ان کو میں نہایت نیک اور صاف دل خیال کرتا ہوں لیکن کمبخت سادہ لوحی نے مولانا موصوف پر اس قدر تسلط کیا ہوا ہے۔ کہ قبل از تقاضائے عمر آپ کے تموّج خیالات کو بوڑھا کر دیا ہے۔ آپ کی صفت سحری سے آقایان کانگریس نے ناجائز فائدہ اٹھا کر آپ کو بزرگ اور آنریری اور بے اختیار رہنما بنایا ہوا ہے۔ آپ اسی میں پھولے نہیں سماتے۔ چنانچہ آپ کی حرکات شائستہ اور کلمات شستہ جو آپ سے ان جلسوں اور جلوس کے اثناء میں وقتاً بوقت ظہور پذیر ہوئیں آپ کی پختگی عمر پر کافی دال ہیں۔

تیسرے درجہ کے لیڈر آقائی ظفر علی خاں ؔ کے ڈکیا کہنے۔ آپ بے پیندے کے لوٹے مشہور ہیں۔ آپ کو چندر بنسی خاندان کے چندے سپوت بننے کا بجا فخر حاصل ہے۔ اگر اس چندری سپوتنگی کا علم کرم آباد کے ان آشنایان حال کو ہو گیا جنکی خدمتگذاری کا فخر اس چندے سپوت کے آبا و اجداد کو تھا۔ تو نہ معلوم وہ کیا غضب ڈھائیں۔ مگر آجکل آپ کی حالت نہایت قابل رحم ہے۔ موسمی لیڈروں کے نقارخانہ میں آپ کی آواز آپکے وجود بیجود کی طرح کوتاہ ہو گئی ہے۔ اور چہرہ پر علاوہ مردنی چھا جانے کے معمول سے بڑھکر فلک نما چمکتا ہوا رنگ معلوم دیتا ہے جیسے ایام دسہرہ میں چندر بنسی کے بعض بعض سپوت سوانگ بنا کر نکلا کرتے ہیں۔ اگر میرے اس بیان میں ذرا بھی کمی ہو۔ تو بیشک بنفس نفیس انکو دیکھ سکتے ہیں۔ ان کا چہرہ مبارک دیکھ کر میرے دل سے بے اختیار یہ فقرہ نکل گیا کہ

Face is the index of the mind,

چہرہ دل کا فوٹو ہے۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ آقایان لخت تایر

شاید آقائی مذکور کی دو سال قبل کی کار گذاری پر نارض ہیں جو آپ سے سہواً ہندوؤں کے خلاف راولپنڈی لاہور وغیرہ میں ظاہر ہوئی۔ چنانچہ ابھی دنوں مجھے یاد پڑتا ہے۔ کہ ہندو اخباروں نے بار بار انکو ڈرایا۔ دھمکایا۔ کہ مولانا مذکور کانگریس کے قواعد کے خلاف فرقہ وارانہ حصہ لیتے ہیں۔ ہندو اخبارات کو تو مولانا کا نوٹس لینے کا حق تھا۔ کیونکہ ہندو کانگریس آقا ہے مگر مالوی جی اور نہرو جی اور لالہ جی وغیرہ کل جی صاحبان تو ہرچہ خواہی کن کے ماتحت کار مختار آقا ہیں بس کانگریس کے قواعد کی پابندی ہر قسم نک پروہ مولانایان پر عاید ہوتی تھی۔ نہ کہ ہندو لیڈروں پر۔ اسلئے آجکل اس نا شائستگی کا دھبہ دھونے کیلئے آقائے موصوف سر پیر مار رہے ہیں۔ مگر ابھی تک دال گلی نہیں۔ کیونکہ باوجود خاص الخاص سرگرم ہونے کے کوئی اہم عہدہ تفویض نہیں ہوا۔ مگر خدا کی شان ہے کہ جن لوگوں نے خدا کو چھوڑا۔ انکو خدا نے یہ سزا دی۔ کہ تم اپنے ہاتھ سے بت بنا کر پوجا کرو۔ اور جن لوگوں نے طاقتور حکومت سے سرتابی کی انکو اپنے سے کمزور ترین اور بیقاعدہ اور ایک نہیں لاکھوں کروڑوں افراد کی فرداً فرداً اطاعت اور جھولی چکی کا جوا گردن میں ڈالا۔

چوتھی قسم کے لیڈر ڈاکٹر عالم شاہ صاحب جیسے نیکدل بزرگ ہیں۔ قوم کے ہمدرد۔ ملک کے ہوا خواہ۔ ہندو مسلم کو ایک سٹیج پر دیکھنے والے اپنی ہر ایک نقل و حرکت کو اخبارات خصوصاً زمیندار میں تعریفی ہیڈنگ کے ماتحت دیکھنے کے شائق ہیں۔ انکو صرف لیڈری کا شوق نہیں۔ بلکہ پیشہ وکالت کا اچھا خاصہ وسیلہ کانگریس کے پروگرام کے ماتحت کام کرنے کو سمجھتے ہیں۔ نسبتاً اوروں سے متین اور وظیفہ خوار لیڈروں کیطرح بازاری اصطلاحات از قسم ڈوڈی۔ جھولی چک۔ سرکار پرست وغیرہ رذیل الفاظ کے استعمال سے حتی الامکان اجتناب رکھنے والے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ باوجود اتنے بڑے وجیہہ اور قابل اور سمجھدار انسان ہونے کے ہندوؤں کی اس مصلحتانہ چال کے پھندے میں آگئے۔

پس موجودہ مسلم لیڈران چار اقسام پر مشتمل ہیں۔ اب اس سے جملہ اہل اسلام اپنی حالت زار و بیکسی کا اندازہ کریں کہ

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملّاں
کار طفلاں تمام خواہد شد

کیا ان حالات کے ہوتے ہوئے ہر فرد قوم کا یہ فرض نہیں کہ اب اپنے نفع و نقصان کو خود سوچے کسی اور کے ڈھچرے کے پیچھے اندھا دھند نہ لگے۔ انہی نام نہاد لیڈروں کے کانگریسی رنگا ہاتھ کے ماتحت مسلمانوں نے ہجرت کی لاکھوں کا مال کوڑیوں میں ہندوؤں کے سپرد کیا۔ پھر خالص ظاہر ہے ہندو تو خدا سے یہ چاہ رہے ہیں۔ کہ تم مسلمان بھی انگریزوں کی طرح بدیشی قوم ہو لیسنز گول کرو۔ اور جلد دہ پھر انہی نام نہاد لیڈروں کی مہربانی کا یہ نتیجہ نہیں کہ مسلمانوں کے کالجوں کو سخت نقصان پہنچایا گیا۔ مگر ہندوؤں کا بال بیکانہ ہوا۔ حالانکہ اگر عدم تعاون کی تحریک درحقیقت مشترکہ تھی۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہندوؤں کے کالج نہ صرف برقرار بلکہ اور زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ بنارس یونیورسٹی میں پتہ بازی ہو گئی۔ کہ مولانا مالوی صاحب بنارس جا براجے۔ اور گاندھی جی کی عدم تعاون کی تحریک کے مخالف بن بیٹھے۔ اور مسلمانوں کو پھسلانے کیلئے دو فریق بن گئے۔ اس طرح حکمت عملی سے بنارس یونیورسٹی کو بچا لیا۔ مگر برعکس اس کے علیگڈھ اور حمایت اسلام کے کالجوں کی حالت اب تک سنبھلنے میں نہیں آرہی غضب خدا کا کہ عدم تعاون کی تحریک خالص مسلمانوں کے لئے بنی تھی۔ اور ہندوؤں نے اپنا دامن تک اس کو نہ چھونے دیا۔

نوکر شاہی میں جو ایک دو فیصدی مسلمان تھے بھی ان سے ملازمتیں چھڑا دیں۔ اور باقی نوکر شاہی ایجنٹوں کے ذریعہ جو کانگریس کی شبانہ روزی ساعی ہیں۔ وہ پبلک سے مخفی نہیں۔ اور یہ اور وطن کے فرزند ایک طرف مسلمانوں کو عدم تعاون کے نشہ میں سرشار رکھتے ہوئے اور دوسری طرف اپنی ہندوگردی کے زور سے مسلمانوں کو تعلیم میں ملازمت میں اور دیگر حقوق میں پامال کرتے ہوئے جس قدر زور دکھا رہے ہیں۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ مولوی مالوی کے ہندوستان میں دورے۔ ہندو سنگھٹن کا پرچار کونسلوں اور سرکاری دعوتوں میں موجودگی یہ سب امور اہل بصیرت اور آنکھوالوں کیلئے بدیہیات ہیں۔ خود نہرو رپورٹ کی ساخت اور تبدیلی تبدّل ہی کافی شاہد ہے کہ اگر خدانخواستہ سوراج کا ایک آدھ چھچھا مل بھی گیا۔ تو پھر یہ مسلمانوں سے کیا سلوک کرنے کے ارادے رکھتے ہیں اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو کچھ ملا۔ اس کے مطابق ہندوؤں نے اپنے مسلمان بھائیوں سے کیا انصاف پسندی کا سلوک کیا۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے پس بھولے بھالے مسلمان بھائیو! ان گمگشتہ راہ لیڈروں کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ اور اپنی فکر آپ کرو۔ پچھلے سالوں کی تقریریں بھول گئے ہو۔ کہ ہندو تم کو کیا کہتے تھے۔ کہ تم اپنے عرب میں جاؤ۔ ہمارا ملک ہندوستان چھوڑ دو۔ وہ تو اصل میں پولیٹیکل چال سے تم کو آپس میں لڑا کر کمزور کر رہے ہیں۔ اور اندر ہی اندر تمہارا خون چوس رہے ہیں۔ ادھر سے سرکار میں بھی سرخرو بنتے ہیں۔ گویا بالفاظ دیگر مسلمان اور سکھ ہندو کانگرس کی فوج ہیں جن سے بوقت ضرورت اپنے تحفظ کا کام لے لیتی ہے۔ کاش کہ تم لوگ آریوں کی کتاب ستیارتھ اور دیگر لیکچراروں کے لیکچر مطالعہ کر لیتے۔ تو تمہیں معلوم ہو جاتا۔ کہ مسلمانوں اور انگریزوں کو یہ لوگ بدیشی سمجھتے ہیں۔ اور ایک قوم کو اپنے ساتھ ملا کر دوسری کا مقابلہ کرنا ایک عام آئینی جنگ ہے۔ کوئی شخص ایک وقت میں دو قوموں کو دشمن بنا کر کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس زریں اصول کو وہ خوب سمجھے ہوئے ہیں۔ ان کا خیال ہے۔ اور صحیح خیال ہے۔ کہ باہتھیار قوم کو نکال کر مسلمانوں جیسی سادہ اور بے ہتھیار قوم کو تو دھکے دیکر بھی نکالا جا سکتا ہے۔ اب وہ دن گئے جب خلیل خاں فاختہ اڑایا کرتے تھے۔ مسلمانوں کی یہ خام خیالی ایک دھوکہ ہے۔ کہ ہم مضبوط ہیں اور یہ کمزور۔ اب ہندو سو سال قبل کے ہندو نہیں۔ تمہاری صحبت میں رہکر ان کو لڑنا مارنا آ گیا ہے۔ چنانچہ پچھلے چند سالوں میں جو مولوی مالوی جی کے دوروں کے دوران میں ہندو مسلم لڑائیاں ہوئیں۔ ان کا نتیجہ تم لوگوں نے دیکھ لیا۔ کہ مسلمان نہ صرف پٹے بلکہ قید بھی مسلمان ہوئے۔ ہندوؤں کے پاس زر بھی ہے زمین بھی ہے۔ حکومت بھی ہے۔ تسلط بھی ہے۔ مگر تم تہی دست ہو۔ پس **تم اپنے تئیں کمزور سمجھو اور دشمن کو مضبوط**۔ یہی ایک ترقی کی شاہراہ ہے۔ بے پیندے لوٹے کا کوئی بھی اعتبار نہیں کرتا۔ نہ اپنا اور نہ پرایا۔ پس تمہاری اس سادہ لوحی اور بے اصولی کیوجہ سے گورنمنٹ کو بھی تم پر اعتبار نہیں اور نہ ہی تمہاری آواز کی کوئی قدر و قیمت ہے۔ تم لوگوں کی ہر ایک آواز کا منبع ہندوؤں کو سمجھتی ہے۔ منبع کا منہ بند کرنا انصاف وعقل کا تقاضا ہے پس چاہئے کہ تم خود مستقل منبع بنو۔ تاکہ تمہاری نقل وحرکت ثمر ور ہو۔ یہ میری دردمندانہ نصیحت ہے۔

مانو نہ مانو آپ کو یہ اختیار ہے
ہم نیک بد جناب کو سمجھائے جائینگے

جلوس کیوقت گورنمنٹ کا انتظام اور عالی حوصلگی

کانگرسی اور خلافتی باوجود آزادی کا دعوٰے کرنے کے ذرا سے کسی کے اختلاف آرا ہونے پر غدار اور سرکار پرست وغیرہ وغیرہ کے فتوے لگا دیتے ہیں۔ اور پس لگتے ہاتھوں فرق نہیں کرتے۔ غرضیکہ جو کچھ ان کے اختیار میں ہوتا ہے کر گذرتے ہیں۔ اور اگر گورنمنٹ امن وانتظام کو قائم رکھنے کیلئے کوئی ہلکا ہی [illegible] لے تو اس کو محض عوام کو بھڑکانے کے لئے ظلم اور تعدی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کیا اسی برتنے پہ سوراج کے خواہاں ہیں۔ کانگرس کے جلوس کے انتظام میں باوجود قانون شکنی کے ارتکاب کے گورنمنٹ نے عالی حوصلگی سے کام لیا۔ اور جلوس میں کسی طرح بھی مخل نہ ہوئی۔ اور نہایت جوش وخروش سے شرم اور ڈاکو وغیرہ ملفوظات کے نعروں میں جلوس گونجتا ہوا تمام لیڈران کی راہنمائی میں اسٹیشن کے ممنوعہ علاقہ تک پہنچا ورنہ اگر گورنمنٹ کی مرضی کسی قسم کے تشدد کی ہوتی تو وہ موچی دروازہ سے ہی شروع کر دیتی۔ مگر گورنمنٹ نے بھی اپنی حکمت اور مصلحت وقتی کو مد نظر رکھتے ہوئے پبلک کے جوش کا ممکن سے ممکن احترام کیا۔ گالیاں سنیں۔ توہین گوارا کی مگر جلوس میں قطعاً مزاحم نہ ہوئے۔ اسی لئے قبل از وقت صاحب ڈپٹی کمشنر نے دفعہ ۱۴۴ کو خاص سڑکوں تک محدود کر کے ڈھیلا کر دیا تھا۔ اور میرے خیال میں یہی وجہ تھی۔ کہ جملہ لیڈران قوم نہایت دلیری اور جرأت سے جلوس کے پیش پیش گئے۔ اور یہ پہلی دفعہ ہے۔ کہ لیڈران میدان عمل میں آئے ہیں۔ میں اس جلوس کے ہمراہ رہا۔

گورنمنٹ بھی کانگرس کے ساتھ ملی ہوئی معلوم ہوتی تھی

میں دو چار منٹ جلوس سے پہلے ریلوے علاقہ ممنوعہ کی سرحد پر پہنچ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ پولیس دونوں سڑکوں کو خاردار جالی کی برکٹیں رکھ کر بند کر رہی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ نے بہت بڑی رعایت کی۔ ورنہ اگر گورنمنٹ کی مرضی جلوس کو چھیڑنے یا گرفتاری کرنے کی ہوتی۔ تو راستہ کھلا رکھتی۔ مگر گورنمنٹ نے نہایت دانائی اور مصلحت سے کام لیا۔ ایک طرف جلوس کا احترام دوسری طرف تشدد سے بچاؤ۔ تیسری طرف کیشن کے قریب کسی قسم کا ہنگامہ ہو سکنا چوتھی طرف کانگرسیوں کی ساری محنت اکارت گئی۔ چونکہ دو سڑکیں تھیں۔ اسلئے ایک آدھ برکٹ کی کمی کیصورت میں اس سڑک پر جس پر جلوس آ رہا تھا تین چار فٹ کے قریب جگہ خالی رہی۔ وہاں سپاہی کھڑے کر دئیے گئے۔ اور وہ بھی میں سمجھتا ہوں۔ اسلئے کہ چونکہ دوسری سڑک کی طرف پولیس کی اتنی سرگرمی کی ضرورت نہ تھی۔ اسلئے اس کو تو برکٹوں سے بکلی بند کر دیا۔ مگر اس سڑک پر جس پر جلوس تھا پولیس کی پوری سرگرمی تھی۔ اور پولیس کی پوری توجہ ادھر ہی رہتی تھی۔ اسلئے خالی جگہ ادھر ہی چھوڑی۔ جلوس آ کر اس جگہ رک گیا۔ تمام لیڈروں نے اس خالی جگہ کی طرف رخ کیا۔ اور وہیں جا جمع ہوئے۔ قریباً دس پندرہ منٹ تک وہاں قیل وقال پولیس والوں سے ان کی ہوئی میں چونکہ فاصلہ پر دیوار پر بیٹھا دیکھ رہا تھا۔ اسلئے ان کی گفتگو نہ سن سکا۔ مگر اتنا میں دیکھ رہا تھا۔ کہ پولیس والے اس روک کے اس طرف کیلئے مزاحم نہ تھے۔ بلکہ آگے بڑھنے کیلئے روک رہے تھے۔ چونکہ ان لیڈران نے جلسے میں بڑے زور شور سے آمادگی ظاہر کی تھی۔ کہ ہم کسی قانون کی پرواہ نہ کریں گے۔ مار کھائیں گے اور آگے بڑھینگے۔ تو اپنے اس قول کو پورا کرنے کے لئے کچھ تھوڑی بہت جدوجہد شروع کی۔ ادھر سے کسی ٹوپی والے صاحب نے ہاتھ میں کین لیکر مارنا شروع کیا۔ اور وہ بھی لالہ جی کی چھتری پر۔ اس زد و کوب کو دیکھ کر میں نے دیکھا۔ کہ تمام سیاہ جھنڈیوں والے سوربیر اور سورما بھیڑوں کیطرح سروں پر پیر رکھ کر بھاگنے شروع ہوئے۔ اب لیڈران کیلئے پیچھے لوٹنا ایک طرح موت کا سامنا تھا آگے "مولا بخش" پیچھے قوم کی توپیں۔ یہ زدوکوب قریباً دو منٹ تک رہی۔ مگر پھر ٹھنڈے ہو گئے۔ خیر یہ معمولی زدوکوب کارگر ثابت ہوئی۔ لیڈران نے اپنی فوج کو حکم دیا۔ کہ یہیں بیٹھ جاؤ۔ اور وہ دعوٰی کہ ہم گولیاں کھائیں گے۔ ڈنڈے کھائیں گے مگر قانون کو توڑیں گے۔ پروگرام کو پورا کریں گے یا یہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولا بخش سے جھاگ کیطرح بیٹھ گئے۔ وہیں بیٹھا کر کانگریس کے جھولی چک اور ٹوڈی مولانا یوں نے گورنمنٹ کو مسلمان علماء کو۔ پولیس کو صلواتیں سنوائیں۔ مگر ان جری سپہ سالاروں نے ایڈورٹس کا حکم کسی آئندہ وقت کیلئے ملتوی رکھا۔ یہاں تک کہ ٹیشن آیا اور جلوس آگیا۔ اور یہاں کے جلوس کو دیر لگے۔ فیرلی انہوں نے کسی انجن کی آواز پر گوبیگ کے بموجب اصطلاح "زمیندار" فلک شگاف نعروں سے اتنا شور مچایا۔ کہ دور سے سننے والے کو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا دو بتی کے نعرے ہو رہے ہیں۔

پس یہ ہے اصل کیفیت جو میری چشم دید ہے اس کے بعد سب تتر بتر ہو گئے۔ مالوی اور لالہ جی صاحبان کسی ٹانگہ پر اور قصوری و امرتسری کسی ٹانگہ پر۔ اور کوئی پیدل اور کوئی سوار غرضیکہ عجیب منتشرانہ حالت میں لیڈران قوم کی Retreat میں واپس ہوئی۔ ان کے چہروں پر کوئی مسرت نہ تھی۔ کیونکہ کیونکہ سائمن صاحب نے بدقسمتی سے نہ ہی جھنڈوں کی نمائش ملاحظہ کی اور نہ ہی فلک شگاف "گوبیک" کی پیچ آوازیں سنیں۔ پبلک کو تسلی دیتے ہوئے کہ دیکھو ہماری کیسی فتح ہے کہ پولیس نے ہمیں روک دیا ہے۔ ورنہ ہم یہ کرتے اور وہ کرتے۔ اب ان واقعات کو بیگنی رنگ دے دیگر ہندو اور چند بہتی اخبار لکھ رہے ہیں۔ اخبار میں لالہ جی کا یہ فقرہ سن کر مجھے بے اختیار ہنسی آئی کہ لالہ جی نے اپنے مارنے والے انگریز سے اس کا نام پوچھا۔ "تو اُسنے مجھے اپنا نام نہ بتایا۔" گویا لالہ جی سے ڈر گیا۔ اول تو عدم تعاون کے یہ بالکل خلاف ہے۔ کہ مقدمہ کرنے دوسرا ڈینے کی بھی خوب سمجھی بھولے بھالے قصوری بزرگ فرماتے تھے۔ کہ میں نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سوربیر جماعت کو روکا ہوا تھا۔ ورنہ خدا جانے کہ سب لالہ جی پیٹ رہے تھے تو وہ سوربیر کیا سے کیا کر گذرتے۔ اول تو یہ ایسی مضحکہ خیز بات ہے۔ کہ اتنے بڑے سوربیر جو انگریزوں کو کچا کھانے کو تھے قصوری بزرگ کے دو ہاتھوں کی طاقت سے رک گئے۔ دوسرا یہ کہ ہمنے تو اپنی آنکھوں سے ان ہزاروں یا شاید غالباً لاکھوں سوربیروں کو اُلٹی طرف بھاگتے دیکھا۔ سوائے چند سورماؤں کے جو جنگ کے شمالمغربی محاذ پر ڈور کوٹ تھے اور تیسری یہ کہ بقول قصوری اور لالہ جی کے انکی سپاہ تو بے ہتھیار تھی۔ حملہ کسطرح کرتی خیر میں قصوری جب خدا کو اس بے بسی پر قصور خیال کرکے اُنسے ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں خدا انپر رحم کرے

(فخر الدین ملتانی)

عجائبات

بجواب

مطائبات

(عکّاس کے قلم سے)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ العزیز کی اس تجویز سے کہ ۱۷۔ جون کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو دنیا میں دوبالا اور آپ کے مقدس نام کو اکناف عالم میں بلند کرنے کیلئے جلسے کئے جائیں۔ جو کامیابی ہوئی اور آپ کے متعلق جو غلط فہمیاں دنیا میں پھیلی ہوئی تھیں ان کا ان احسن طریق سے ازالہ ہوا۔ کہ عدوّان محمدؐ کے سینوں میں ناسور پڑ گئے۔ اور ان کی یاد ان شپرہ چشم لوگوں کو جو اپنے نقص بصارت کے باعث اس آفتاب عالمتاب کی ضیا پاشیوں کی تاب نہیں لا سکے۔ اب تک انگاروں پر لٹا رہی ہے۔ اور انشاء اللہ برسوں لٹاتی رہیگی۔

انہی عدوّان محمدؐ کی ذیل میں ایک غرد مایہ اور ننگ صحافت معروف بہ "پیغام سیویاں" مقامی اخبار بھی اپنے آپ کو شامل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور اس کا جاہل مطلق مدیر جو ہزاروں پاپڑ بیلنے کے باوجود آجتک اپنے لئے کوئی ذریعہ معاش پیدا نہ کر سکا۔ اور جو ہر طرف سے مایوس ہو کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے ملنے میں ہی کامیابی سمجھے ہوئے ہے۔ لکھتا ہے۔ کہ

"اس تجارت میں خلافت مآب کو خسارہ ہی رہا سُنا ہے کہ ۱۷ ار جون کے جلسوں میں خرچ پچاس ہزار ہو گیا ہے"۔

ایک بھوکے شخص سے کسی نے پوچھا تھا۔ کہ دو اور دو کی جمع کیا ہوتی ہے۔ تو اُس نے جواب دیا۔ کہ چار روٹیاں۔ یہی حال اس غریب کا ہے۔ چونکہ اس کے نزدیک ہر کام کی غرض وغایت ہی تجارت اور روپیہ بٹورنا ہوتی ہے۔ اسلئے یہ ان جلسوں کو بھی تجارت ہی قرار دے کر اس میں خسارہ کے خیال سے بیچین ہے۔ اس بوالہوس کو کیا معلوم کہ دین یا مذہب بھی دنیا میں کوئی چیز ہے اور ہر کام تجارت کی غرض سے ہی نہیں کیا جاتا۔ بلکہ اس سے بلند و بالا مقاصد کو پیش نظر رکھکر بھی دنیا میں کام کئے جاتے ہیں۔ اگر اس خدا مارے کو کبھی ان بزرگوں اور مقدس لوگوں کی قربانیوں سے کسی طرح واقفیت ہو جائے جنہوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر اپنی جانیں۔ اپنے مال و متاع اپنی اولادیں غرضیکہ اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ تو معلوم نہیں یہ اپنی ساری عمر ہی ان کی عقل پر ماتم کرنیکے لئے وقف کر دے۔ لیکن خدا بڑا بے نیاز ہے۔ وہ ہر کسی کو اُس کے ظرف کے مطابق ہی علم دیتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اُس نے اسے ان قربانیوں سے ناآشنا رکھا ہے۔ تا یہ بھی اپنی ناپاک زندگی کے چند یوم اطمینان سے گذار سکے۔

لیکن "پیغام باطل" کے فضیلت مآب مدیر کی غریب اور ننھی سی جان کو ایک غم تو نہیں۔ چنانچہ آپ کی جان کو ہلکان کرنے کیلئے "خلیفہ قادیان" نے ایک اور اعلان شائع کر دیا ہے۔ کہ احمدی مستورات لندن مشن کیلئے چندے جمع کریں۔ اب جائے غور ہے کہ جب قادیان میں جو اس مسلمانان عالم کے راہنما کی قیام گاہ ہے۔ ایسے ایسے اعلانات کئے جائیں۔ تو یہ شکوہ کی نیند کیسے سو سکتا ہے۔ اور خصوصاً اس صورت میں کہ اس اعلان میں احمدی مستورات کو یہ بھی اجازت دیگئی ہو۔ کہ جو غیر احمدی مستورات اس تحریک میں حصہ لینا چاہیں۔ اُنہیں بھی شامل کر لیا جائے۔ لیکن ہم اُسے تسلی دیتے ہیں۔ کہ تم جی میلا نہ کرو۔ اپنی مستورات کے بیش بہا جواہرات اور جڑاؤ زیورات کسی بنک میں جمع کرا دو۔ اور اس طرح اس فکر سے آزادی حاصل کر لو۔ کہ کوئی احمدی عورت انہیں اتروا نہ لے۔ باقی رہا احمدی عورتوں کا معاملہ۔ سو اس کے متعلق تم کوئی تشویش نہ کرو۔ وہ اگر اپنے زیورات اُتار کر چندے میں دیدینگی تو تمہاری بلا سے۔ تمہارے باپ کی کونسی جاگیر برباد ہو جائے گی ؟۔

آپ لکھتے ہیں۔

"کیا یہ زیور کسی مسلمان احمدی تاجر کے ہاتھوں فروخت ہوگا یا کسی ہندو کے ہاتھ۔ ہم تو اس امر کے قائل ہی نہیں جہاں فائدہ ہو بیچا جائے۔ ہمارے نزدیک ہندو مسلم اتحاد کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ خلاف ہے۔ اس لئے ہم تو اس بائیکاٹ وغیرہ کے حامی نہیں"۔

اجی حضرت آپ یہ تاجر کے ہاتھوں فروخت کے معاملہ تو رہنے ہی دیں۔ کیونکہ آپ اتنی سمجھ کے تو مالک ہی نہیں ہندوؤں کے ہاتھ سے کھانے پینے کی اشیاء خریدنے کی ممانعت اور ہندوؤں کے ہاتھوں زیور فروخت کرنے میں کتنا بڑا فرق ہے۔ یہ تو صاحب عقل و فہم لوگوں کی باتیں ہیں۔ اور عقل و فہم ہی وہ چیزیں ہیں جنکی بربادی اور جنکو ملیا میٹ کرنا آپ کی زندگی کا مقصد اولین ہے۔ اس لئے یہ بات جب آپ کے پروگرام میں ہی داخل نہیں۔ تو اس سے بیفائدہ دردسری کیوں مول لیتے ہو۔ باقی رہا آپ کا ہندوؤں کے بائیکاٹ کے مخالف ہونیکا معاملہ۔ سو یہ بھی آپ کی غلطی ہے۔ کہ آپ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ کوئی ایسا شخص بھی ہو سکتا ہے۔ جو آپکو ہندوؤں کے بائیکاٹ کا حامی سمجھے۔ کم از کم احمدیوں میں تو کوئی ایسا شخص ہو نہیں سکتا۔ اور ہمارا تو یہ ایمان ہے۔ کہ آپ اُس شخص کی ذریت سے ہیں۔ جو اپنے آپ کو نہایت فخر سے نطفتہ الھنود ظاہر کرتا ہے۔

اور سنئے! ارشاد ہوتا ہے۔

"خلیفۃ المسلمین اس امر کے مدعی ہیں کہ ان کی دعا خدا فوراً سنتا ہے۔ پس ایک رات اور کاموں سے فارغ ہو کر دعا میں لگا دیں۔ اگر صبح ڈاک میں چھ لاکھ کا بیمہ نہ آئے تو ہمارا ذمہ مگر شرط یہ ہے۔ کہ سارا وقت دعا میں ہی گذار دیں۔ اور نہ کوئی کام نہ کریں"۔

کاش نہ ہوئے آپ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں۔ اور سچ پوچھو۔ تو شیطان کو بھی آپ کے اتنی دیر بعد پیدا ہونے پر افسوس ہی ہوگا۔ کیونکہ اگر آپ جیسا "روشن دماغ" اور "بیدار مغز" ایک بھی وجود اُس زمانہ میں ہوتا۔ تو یقیناً ختمی مآب کفار کے ہاتھوں۔ اس قدر اذیتیں اور تکالیف نہ اُٹھاتے۔ اور مفلسی و ناداری کے باعث آپ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے نہ رہتے۔ آپ فوراً "ایک رات اور کاموں سے فارغ ہو کر دعا میں لگا دیں" کا مشورہ دیتے۔ اور انکی سب مشکلات حل ہو جاتیں۔ آخر یہ تو آپ کو ماننا ہی پڑے گا۔ کہ خاتم النبیین "خلیفہ قادیان" سے کہیں بڑھ کر مستجاب الدعوات ہونیکے مدعی تھے۔

ناں" اور کوئی کام نہ کریں"۔ جو مشورہ آپ نے دیا ہے وہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ حضرت خلیفہ قادیان جب اس خدا کے ماننے والے اور اس شریعت کے پیرو ہیں۔ "جو اور کام" کرنیکا بھی حکم دیتی ہے۔ اور جب وہ ایک ایسے نبی کے پیرو ہیں۔ "جو اور کام" کرتا رہا ہے۔ تو آپ ہی بتائیے کہ وہ انکی متابعت سے کیسے سرتابی کر سکتے ہیں۔ یہ مشورہ تو آپ اُن لوگوں کو دیں جو آپ کی طرح "شولنگ" کے پجاری۔ یا پجاریوں کی نسل سے ہونے کو اپنے لئے باعث صد فخر و مباہات سمجھتے ہوں :-

"ہو گیا"

کیا ہو گیا۔ کب ہو گیا۔ اور کیوں ہو گیا

("ہو جائیگا" تو دیکھا جائیگا جو "ہو گیا" وہ دیکھو)

بحیرہ ڈہاب کے کنارے پر نزول ہو گیا۔ کوئی اللہ کا بندہ آدم خور کا شکار ہو گیا۔ کسی غم نو دیدہ کا چہرہ (غلطی سے) بے نقاب ہو گیا۔ پھر کیا ہو گیا۔ کسی پیر نا بالغ کو نکاح کا سودا ہو گیا۔ پیرز سوپ کا استعمال ہو گیا۔ نیز کار اور نکٹائی کا دلدادہ ہو گیا۔ خفیہ خفیہ پارچات کا خریدار ہو گیا۔ آخر کیا ہو گیا۔ راز افشا ہو گیا۔ کوئی آگ بگولا ہو گیا۔ اور بقول "مبر" یہ منہ اور مسور کی دال کا مصداق ہو گیا۔

اُف نامراد ہو گیا غضب یہ ہو گیا کہ داماد شاد کام ہو گیا بس پھر کیا ہو گیا۔ سینہ فگار ہو گیا۔ دل بیزار ہو گیا کہیں سے انگشت ملی اور کسیکا نمک خوار ہو گیا۔ رئیس الاشرار کا ہمنوا ہو گیا۔ ایسے بھی کیا ہو گیا یہی نہ کہ لونڈے سے یکایک "مولانا" ہو گیا۔ مرتد ہو گیا۔ تو "پیغام جنگ" کا بھی دور سے سلام ہو گیا۔ ارے یار سنو بھی بتاتا تو ہوں کہ کیا ہو گیا۔ مکان رہن ہو گیا ہر طرف سے قرض کا تقاضا ہو گیا۔ بوڑھا کھوسٹ کا دماغ مختل ہو گیا۔ تو خلافت سے ناراض ہو گیا۔ بالآخر یہ ہو گیا کہ افلاس کا ورود ہو گیا۔ اب

"مکھیاں مارا کرو۔ اور سیویاں چبایا کرو"

دیکھا کسطرح اعتراض کرنے والا ہلاک ہو گیا

"خورشید احمد احمدی"

مسیح موعود ہزار قسم کے آدم ہیں

(۱) وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیمۃ ۔ حضرت عیسٰے علیہ السّلام کو حکم ہوتا ہے کہ تیرے متبعین کو کافروں پر قیامت تک فوقیت دونگا اگر انصاریٰ قوم کو متبعین قرار دیا جاوے۔ تو پھر تمام دنیا کے مذاہب کافر ہوئے۔ صرف نصاریٰ ہی مومن ٹھہرے۔ مگر وہ تو حضرت عیسٰے کو ابن اللہ قرار دیکر توحید باریتعالیٰ سے دُور جا پڑے۔ جو قرآن شریف کو چھوڑ توریت کی تعلیم توحید پر بھی نہ رہے پس وہ تو متبعین نہیں کہلا سکتی۔ وہ تو خدا کے بیٹے کے بندے بنتے ہیں۔ اور یہود کا فیصلہ تو حضرت عیسٰے کا واقعہ صلیبی ہی کرتا ہے۔ کہ وہ بھی متبعین نہیں ہیں۔ اور اگر کہا جاوے کہ یہی مسلمان متبعین ہیں تو ان کی بھی یہ حالت ہے کہ صرف ابن اللہ نہیں کہتے۔ اور وہ بھی زبان سے مگر ادھا فا انکو بھی ابن اللہ قرار دینے میں ذرہ بھر دریغ نہیں ہے مشاہدہ سے دیکھا گیا ہے۔ کہ جب عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان مناظرہ ہوا۔ اور مسلمانوں پر حیات مسیح علیہ السّلام کا سوال پیدا ہوا۔ تو فوراً تسلیم کرنا پڑا۔ کہ عیسٰے الجسدہ العنصری آسمان پر زندہ ہیں جب دونوں کے عقائد مل گئے۔ تو محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو مدینہ میں دفن ہیں۔ اُنکی نسبت سوال پیدا ہوا کہ زندہ بہتر ہیں یا مردہ۔ تو لاریب اقرار کرنا پڑا کہ زندہ مردہ سے بہتر ہے۔ اس طرح عیسائی فتح حاصل کر گئے۔ مگر اللہ تعالےٰ کا حکم ہے کہ متبعین عیسٰے کو کافروں پر قیامت تک فوقیت دونگا۔ اس حساب سے وہی عیسائی متبعین ٹھہرے۔ جو لم یلد و لم یولد کے برخلاف عقائد رکھتے ہیں۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہر حال وہ کوئی اور قوم ہے۔ جو فوقیت حاصل کریگی آخر میں عرض کر دیتا ہوں۔ کہ وہ قوم کون ہے۔ اور وہ مسیح کون ہے۔ وہ مسیح تو مسیح محمدی ہے۔ اور وہ قوم آپکے تابعداروں کی ہے جن کے مقابلہ پر عیسائی دم نہیں مار سکتے۔ احمدی مناظر کا نام سنتے ہی عیسائی مناظر دُم بریدہ کی مثل میدان سے کافور ہوا۔ مگر غیر احمدی کے نام پر میدان میں خم ٹھوک کر جبازریت کا دم مارنے لگا۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح کے متبعین کو کافروں پر تا قیامت فوقیت ہوگی۔ صرف ایک شخص میرزا غلام احمد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صاحب قادیانی نے مسیحیت کا دعوےٰ کیا اور بجز خدا اور رسول خدا کے کل مخلوق عدو جان ہوگئی۔ اور ہزار چند کوشش کیگئی کہ اسکی طرف کوئی نہ جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ ایک سے لاکھوں کی تعداد میں جماعت کو قائم کردیا جو ایک بڑی بھاری فوقیت روحانی ہے۔ اور میدان میں فتح حاصل کرنا فوقیت ظاہری ہے۔ ہر رنگ میں فوقیت حاصل ہوگئی اسی آیت کریمہ سے بجز احمدی جماعت کے باقی لوگ پوچھیں۔ کہ ہمکو جو مسیح کے منکر ہیں۔ خدا تعالیٰ کیا کہہ رہا ہے۔ اور کیا خطاب دے رہا ہے! احمدی جماعت کے لوگ خدا کے دیئے ہوئے خطاب کو کیونکر بدل دیں۔ اگر عیسائی صاحبان حضرت عیسےٰ کو زندہ آسمان پر مانتے ہیں۔ تو احمدی حکم الٰہی سنا کر کہ کیا تمہارے زندوں اور مردوں کیواسطے زمین کافی نہیں ہے۔ تمہارے واسطے زمین کو قرارگاہ بنایا۔ تم اسی زمین میں اپنی زندگی بسر کروگے۔ اور اسی میں مروگے۔ آسمان پر زندگی بسر کرنے کیواسطے قرآن نے کوئی حکم نہیں دیا۔ فتح کر لیتے ہیں۔ اگرچہ ایسی فتح کو وہ لوگ فتح نہیں سمجھتے بلکہ کسی شاعر نے کہا ہوا ہے۔ ؎

آدم سے ابتک جس قدر پیدا ہوئے دختر پسر
جب کر چکے عمریں بسر ہو کر فنا جاتے رہے

اس پیشگوئی کو آیت کریمہ ان مثل عیسےٰ عند اللّٰہ کمثل آدم سے اور بھی واضح کردیا۔ کہ عیسےٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی مثال ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح موسوی اور مسیح محمدی سے کس مسیح کو آدم سے تناسب ہے۔ اول آدم باپ کی نسبت متہم نہیں کئے گئے۔ مگر مسیح موسوی متہم کئے گئے اور مسیح محمدی باپ کی نسبت متہم نہیں کئے گئے۔ دوم آدم نے کسی کی بیعت نہیں کی۔ مسیح موسوی نے یوحنا سے بپتسمہ حاصل کیا مسیح محمدی نے بمثل آدم کسی کی بیعت نہیں کی۔ سوم آدم کے ساتھ جنس اناث سے پیدائش ہوئی مسیح موسوی واحد پیدا ہوئے مسیح محمدی کی پیدائش بمثل آدم ہوئی۔ یعنی آپ توام پیدا ہوئے۔ چہارم آدم صاحب زوج تھے۔ مسیح موسوی بلا زوجہ ہوئی ہیں مسیح محمدی صاحب ازواج تھے پنجم آدم صاحب اولاد تھے مسیح موسوی بلا اولاد تھے مسیح محمدی صاحب اولاد تھے ششم آدم کو یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ کہا گیا۔ مسیح موسوی کو جو بلا زوجہ تھے یہ حکم کیونکر دیا جاتا مسیح محمدی کو بھی یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ کہا گیا۔ ہفتم آدم کو خلافت دی گئی۔ مسیح موسوی پر نبوت اور خلافت اسرائیلی بند ہوگئی مسیح محمدی کو خلافت دی گئی۔ ہشتم آدم سے نبوت کا اجرا ہوا۔ مسیح موسوی پر نبوت اسرائیلی بند ہوئی۔ مسیح محمدی پر نبوت کا اجرا ہوا نہم۔ آدم کی پیدائش دائرہ کے شروع نقطہ پر ہے۔ مسیح موسوی کی پیدائش وسط دائرہ میں ہوئی اور مسیح محمدی کی پیدائش دائرہ کے اخیر نقطہ پر ہوئی۔ دہم آدم سے نسلوں کا اجرا ہوا۔ مسیح موسوی سے کوئی نسل نہیں چلی مسیح محمدی سے نسلوں کا اجرا ہوا جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔ ؎

میں کبھی آدم۔ کبھی موسےٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار

اب آپ بتائیں کہ کیا اُس پہلی آیت اور اس آیت میں مسیح محمدی کا خاص ذکر نہیں ہے۔ ضرور ہے۔ جیسا کہ اوپر سمجھایا گیا ہے۔ اور وہ لوگ جو حضرت مسیح موعودؑ کے ہزار ہفتم کے آدم ہونے پر اعتراض کرتے ہیں وہ بھی غور کریں۔ کیا آپ ہزار ہفتم کے آدم نہیں ہیں۔ جنکو خود اللہ تعالےٰ آدم قرار دے رہا ہے (باقی آیندہ)

(قاضی نور احمد کھوکھر)

”دُور اُفتادہ ہوں قربت میں بلالے مجکو“

ایجد النفس شیاطیں سے چھڑالے مجکو
دُور کر دُوری کو نزدیک بُلالے مجکو

اس سیہ کاری سے بگڑی میری حالت الہی
تیری رحمت ہی سنبھالے تو سنبھالے مجکو

سبز بختوں میں نہ میں مثل حنا بن جاؤں
گردش دہر کہیں پیس نہ ڈالے مجکو

شیر ہجراں کی نہ ڈھاریں ہیں سنو کانوں سے
ظلم سے اپنے کہیں پھاڑ نہ ڈالے مجکو

شیر خوارہ ہوں محبت کا برنگ مادر
گود میں اپنے میرے یار اُٹھالے مجکو

خانؔ پر فضل و کرم اپنا تو رکھنا یارب
دُور افتادہ ہوں قربت میں بلالے مجکو

(خان کابلی)

آریہ سماج لائلپور سے مباحثہ

ستمبر گذشتہ میں آریہ سماج اور جماعت احمدیہ لائلپور کے مابین ایک مناظرہ قرار پایا جس کی شرائط بتراضی فریقین حسب ذیل مقرر ہوئیں۔ اور ۲۹ اکتوبر لغایت ۳ نومبر ۲۸ء چھ یوم چھ مسائل پر مباحثہ منظور کیا گیا۔

(۱) ۲۹۔ اکتوبر ۱۹۲۸ء کو زیر بحث مسئلہ ”کیا نجات کیلئے رسالت کا اقرار ضروری ہے“۔ تھا۔ مدعی احمدی معترض آریہ

(۲) ۳۰۔ اکتوبر کو ”تناسخ“ مدعی آریہ سماج معترض احمدیہ جماعت۔

(۳) ۳۱۔ اکتوبر کو ”کیا مرزا صاحبؑ کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں“۔ مدعی احمدی معترض آریہ۔

(۴) یکم نومبر کو۔ ”کیا سوامی دیانند رشی تھے“۔ مدعی آریہ معترض احمدی۔

(۵) ۲ نومبر کو ”کیا قرآن مجید عالمگیر الہامی کتاب ہے“ مدعی احمدی جماعت معترض آریہ۔

(۶) ۳ نومبر کو ”کیا وید عالمگیر کتاب ہوسکتی ہے“۔ مدعی آریہ سماج معترض احمدی جماعت۔

(۷) جس دن جس فریق کا مضمون زیر بحث ہوگا۔ اُس دن پریذیڈنٹ جلسہ اُسی فریق کا ہوگا۔

(۸) ہندوؤں کیطرف سے حفظ امن کی ذمہ وار آریہ سماج اور مسلمانوں کیطرف سے احمدیہ جماعت ہوگی۔

(۹) مناظرہ بروز ۲۹ اکتوبر لغایت ۳ نومبر رات کے ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک ہوگا۔

(۱۰) پریذیڈنٹ کا فرض صرف شرائط کی پابندی کرانا اور مجمع کے کنٹرول کے سوا اور کچھ نہیں ہوگا۔

اس قرارداد کے مطابق احمدیہ جماعت کے مناظر ۲۸ اکتوبر کو قادیان سے روانہ ہو کر ۲۹ کی صبح کو لائلپور پہنچگئے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ خاکسار ایڈیٹر فاروق مکرمی مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری مولوی فاضل منشی فضل حسین صاحب احمدی مہاجر

پہلا دن ۲۹ اکتوبر

احمدی مناظر مباحثہ کیلئے تیار ہو رہے تھے۔ کہ ۲۹ اکتوبر کو وقت مباحثہ سے ۴ گھنٹے پیشتر آریہ سماج لائلپور کے سیکرٹری کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریر بھیجی کہ آج ہمارے مناظر نہیں آئے۔ کل ۳۰ کو آجائیں گے اسلئے آج مناظرہ ملتوی کیا جائے۔ شرائط کے مطابق آج کے مناظرہ میں احمدی جماعت مدعی تھی۔ اور آریہ سماج کیطرف سے صرف اعتراض ہونے تھے۔ اور تقرر مباحثہ ایک ماہ پیشتر ہو چکا تھا۔ کافی وقت فریقین کیلئے مناظرین کو بلانیکا تھا مگر آریہ سماج نے نہایت بے بسی کا نمونہ دکھایا۔ جس کے لئے اسکو نادم ہونا پڑا۔ اور احمدیہ جماعت نے از راہ احسان باوجود تضیع اوقات و مالی نقصان کے جو مہمانوں کے کھانے اور آنے سے ہوا۔ آریوں کی اس درخواست کو منظور کر کے ایکدن کی مہلت دیدی۔

دوسرا دن ۳۰۔ اکتوبر

دوسرے دن آریہ سماج کا ایک مناظر کالیچرن آگرہ سے آگیا۔ اور ۸ بجے رات کے برطبق شرائط امروز زیر بحث مسئلہ "تناسخ" پر مناظرہ شروع ہوا۔ احمدی جماعت کیطرف سے مولوی اللہ دتا صاحب مناظر تھے۔ آج کا پریزیڈنٹ جلسہ آریہ سماج کیطرف سے تھا۔ ابھی دو گھنٹے بھی بحث ہوتے نہ گذرے تھے۔ کہ پنڈت کالیچرن کا گلا بیٹھ گیا اور وہ تقریر کرنے سے عاجز آگیا۔ چونکہ ایک گھنٹہ برطبق شرائط ابھی مباحثہ کا باقی تھا۔ آریہ پریزیڈنٹ نے نہایت انکسار سے درخواست کی۔ کہ آریہ مناظر اب بولنے سے رہ چکے ہیں۔ لہذا براہ مہربانی بقیہ ایک گھنٹہ کا مناظرہ کل کر لیا جائے اسپر برضامندی فریقین یہ قرار پایا۔ کہ کل کو ایک گھنٹہ آجکے مناظرہ پر لگایا جائے۔ اور دو گھنٹے دوسرا مناظرہ جو ۳۱ اکتوبر کا حسب پروگرام مقرر ہے کیا جائے۔ اور یہ دوسرا احسان احمدیہ جماعت نے آریہ سماج پر کیا۔ کہ انکو دوسرے دن کے اپنے وقت میں سے ایک گھنٹہ کاٹ کر دیدیا۔ اور پنڈت کالیچرن کی جان چھوڑ دی۔ جس کا آریہ سماج کو ڈبل شکریہ ادا کرنا چاہئے تھا۔ مگر احسان فراموش قوم کب ایسا کرنے والی ہے بجائے شکر گذار ہونے کے محسن کشی پر آمادہ ہوگئی۔ جیسا کہ ۳۱ اکتوبر کی کارروائی سے معلوم ہو جائیگا۔

تیسرا دن ۳۱۔ اکتوبر

۳۱۔ اکتوبر کو برطبق پروگرام حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں پر مناظرہ ہونا تھا جسمیں آریہ سماج معترض اور احمدیہ جماعت مدعی تھی۔ اور آج کا پریزیڈنٹ حسب شرائط احمدی جماعت کیطرف سے تھا۔ احمدی جماعت ٹھیک آٹھ بجے رات کے جلسہ گاہ میں جو آریوں کے تحت میں تھا پہونچگئی۔ اور جاتے ہی مناظرہ شروع کرنا چاہا۔ احمدی پریزیڈنٹ نے اعلان کیا۔ کہ گذشتہ شب کی قرارداد کے مطابق دو گھنٹے اصل مناظرہ اور پھر ایک گھنٹہ کل کا بقیہ مناظرہ ہوگا خدا کی شان آریہ مناظر پنڈت کالیچرن کا گلا آج بھی بیٹھا ہی تھا۔ جس کیوجہ سے آریوں نے دوڑ دھوپ کر کے لاہور سے ایک گھوسٹ آریہ چرنجی لال پریم کو بہم پہنچایا۔ احمدی پریزیڈنٹ کے اعلان پر آریہ سماج کا سیکرٹری چیخ اٹھا کہ پہلے کل کا بقیہ مناظرہ کرلو۔ بعد ازاں آجکا اصلی مناظرہ ہوگا انکی اس نامعقول درخواست کا ادہر سے یہ جواب دیا گیا کہ آریہ سماج دو دن پہلے شرائط کے خلاف پروگرام توڑ چکی ہے یعنی ۲۹ کو مناظر نہ آنیکا حیلہ کر کے دن ٹالدیا۔ ۳۰ کو دو گھنٹہ مناظرہ کر کے باقی وقت ضائع کردیا۔ آج پھر اصلی مناظرہ جو برطبق مقررہ پروگرام ہونا ہے۔ اسکو پیچھے ڈالنا اور بقیہ مناظرہ کو مقدم کرنا پروگرام کے خلاف ہے اسلئے مناسب یہ ہے۔ کہ مقدم آجکا پروگرام رکھا جائے اور بعد میں بقیہ مناظرہ ہوجائے۔ خصوصاً آپ کا پنڈت جسنے بقیہ مناظرہ کرنا ہے۔ وہ ہنوز بولنے سے عاری ہے اور ہم نے اپنے تین گھنٹہ مقررہ امروزہ میں سے ایک گھنٹہ کم کردیا ہے۔ اسلئے پہلے آج کا مناظرہ جو اصلی ہے وہ ہوگا بعد میں بقیہ مناظرہ۔ مگر آریہ سماج نے اسکو نہ مانا اور نہ ماننے کیوجہ یہ تھی۔ کہ اُن کے پاس جو دو مناظر تھے وہ صرف برائے نام تھے۔ وہ دونوں ہی مناظرہ کی قابلیت نہ رکھتے تھے۔ اور آریہ سماج چاہتی تھی کہ جس طرح ہو سکے آجکا مناظرہ بھی ٹل جائے۔ اور انکو دہرم بھکشو کا جو انتظار تھا وہ آجائے۔

احمدی جماعت نے جھگڑے کو بڑھانا نہ چاہا اور انکو پہلے ہی ایک گھنٹہ بقیہ مناظرہ کیلئے دیدیا۔ لیکن اس قیل و قال میں ۳۵ منٹ صرف ہوگئے۔ اور باقی وقت مناظرہ صرف دو گھنٹہ اور ۲۵ منٹ رہا۔ آخر کار آریہ مناظر نے بقیہ مناظرہ "تناسخ" پر شروع کیا۔ آریہ سیکرٹری نے اعلان کیا۔ کہ پنڈت کالیچرن کی گگھی بندھی ہوئی ہے۔ وہ تو باوجود ڈاکٹری اور ویدک علاج کے بھی بولنے کے قابل نہیں ہے۔ لہذا بقیہ مناظرہ تناسخ چرنجی لال پریم کریں گے ان عقل کے دشمنوں کو یہ سمجھ نہ آئی کہ چرنجی لال تو اب آیا ہے وہ تو کل کے مناظرہ میں موجود ہی نہ تھا۔ اسکو کیا علم ہے کہ کل تناسخ کے ثبوت میں کیا دلائل کالیچرن نے دئے تھے۔ اور نیز کس قسم کے اعتراض احمدی مناظر نے کئے تھے۔ وہ آج کسطرح کل والا بقیہ تناسخ کا پورا کر سکیگا۔ لیکن انکو اس سے غرض نہ تھی وہ تو وقت گذارنا چاہتے تھے۔ کہ کسی طرح دہرم بھکشو آجائے تو پھر انکی جان میں جان آئے۔ بہر حال ہم نے یہ تیسرا احسان کیا۔ کہ چرنجی لال کو ہی مناظرہ کرنے کی اجازت دے دی اور ہماری طرف سے مولوی اللہ دتا صاحب ہی مناظر تھے چرنجی لال نے پہلے تو اپنی ناتجربہ کاری اور علم مناظرہ سے ناواقفی کا اظہار کیا کہ میں تو سالہا سال سے اخبار نویسی کرتا ہوں مجھے مناظرہ کرنے کی جرأت نہیں ہے۔ مگر اب کرنا پڑا ہے تو لو سنو!

چرنجی لال تناسخ کے چکر میں

بجائے اس کے کہ یہ نو آمدہ آریہ مناظر تناسخ کا کوئی ثبوت دیتا۔ اُس نے اُٹھتے ہی قرآن مجید پر اعتراض کرنے شروع کردئے کہ دیکھو قرآن میں لکھا ہے۔ ختم اللہ علی قلوبھم اور فزادھم اللہ مرضاً اور سواءٌ علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم اور یضل بہ کثیراً و یھدی بہ کثیراً۔ غرض تناسخ کے ثبوت میں اس نے یہ دلائل دئیے اور ریٹ کر اپنا وقت پورا کر کے ٹھنڈا ہوگیا۔ اور دس بجکر دس منٹ پر اس کا خاتمہ ہوا۔ باقی ۵۰ منٹ وقت برطبق پروگرام مناظرہ میں سے باقی رہا۔ اور آج کا مناظرہ شروع کرنے کے لئے احمدی پریزیڈنٹ نے صدارت کا چارج لیا۔ اور اُٹھ کر اعلان کیا کہ اب اصلی مناظرہ شروع ہوتا ہے۔ یہ سُنتے ہی سیکرٹری آریہ سماج نے جواب دیا کہ چونکہ وقت مناظرہ تھوڑا رہگیا ہے۔ اس لئے یہ مناظرہ کل پر رکھا جائے۔ احمدیوں نے کہا کہ نہیں حسب قرارداد باہمی آج کا مناظرہ آج ہی ہونا چاہئے۔ جو صرف دو گھنٹہ ہونا ہے۔ اس لئے گیارہ بجے سے آگے وقت بڑھا کر ۱۲ بجے تک کرلیا جائے۔ چونکہ آریوں کو دہرم بھکشو کی لگن لگی ہوئی تھی وہ ماننے کیلئے تیار نہ ہوئے۔ اور سخت اصرار کیا۔ کہ نہیں کل ہی مناظرہ ہوگا۔ کیونکہ مجسٹریٹ صاحب جو جلسہ مناظرہ کی نگرانی کیلئے ڈیوٹی پر آتے ہیں۔ وہ گیارہ بجے تک ہی رہینگے۔ اور اس سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آگر وہ اجازت نہ دیں گے۔ چنانچہ مجسٹریٹ صاحب نے کہا کہ گیارہ بجے سے بعد تک اگر مناظرہ کرنا ہے۔ تو اپنی ذمہ داری پر کرو۔ میں گیارہ بجے تک کا ذمہ دار ہوں۔ اس کے بعد نہیں آریوں کو اس سہارے کا ملنا تھا۔ کہ وہ زیادہ دلیر ہوکر کہنے لگے۔ کہ گیارہ بجے بعد کی ذمہ داری ہم نہیں لیں گے ابھی یہ باتیں باہمی ہو ہی رہی تھیں کہ آریوں کیطرف سے اس کا اظہار کہ گیارہ بجے بعد مناظرہ ہوا تو خطرہ فساد ہے۔ اس طرح ہوگیا۔ کہ کسی نے اوپر سے ایک روڑا پھینکدیا جو ایک ہندو لڑکے کو لگا۔ اس نے زور سے چیخ ماری کہ ہائے مر گیا۔ اتنا سننا تھا کہ لوگ سر پر پاؤں رکھ کر اٹھ بھاگے کہ فساد ہوگیا۔ حالانکہ یہ آریوں کی شرارت تھی۔ مباحثہ کے بند کرنیکے لئے کیونکہ اُن کے ہی محلہ میں جلسہ گاہ تھی۔ چاروں طرف ہندوؤں کے مکانات تھے جن کے درمیان ایک سفید جگہ میونسپلٹی کی پڑی تھی جسمیں آریوں نے یہ مناظرہ کیا تھا۔ اس جگہ مسلمانوں کو واقعی خطرہ تھا۔ کہ قدیم مشق کے مطابق اگر ہندوؤں نے اپنے کوٹھوں پر سے اینٹ پتھر برسانے شروع کئے۔ تو سب مسلمان زخمی ہوجائینگے بھاگنے کا راستہ بھی نہ تھا۔ غرض اس حکمت سے ۳۱ اکتوبر کا مناظرہ آریوں نے ٹال کر اپنی جان چھوڑائی۔

چوتھا دن یکم نومبر

یکم نومبر کو بروئے شرائط سوامی دیانند کے مہرشی ہونے پر مناظرہ ہونا تھا۔ جو آریوں کیلئے شرح موت سے بھی سخت تر تھا۔ احمدیہ جماعت نے صبح ہی آریوں کو لکھ بھیجا۔ کہ آج اس مسئلہ پر مباحثہ ہونا ہے۔ اور گذشتہ تین یوم کے تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ آریہ سماج مقدور بھر شرائط کو توڑنے اور امن جلسہ کو قائم نہ رکھنے میں پوری کوشش کرتی رہی ہے اسلئے اہل اسلام اس جگہ جو کہ خطرہ کی ہے۔ جانے کیواسطے تیار نہیں۔ لہٰذا آج کا جلسہ کھلے میدان گول باغ میں حسب شرائط منعقد ہوگا۔ اس کی منظوری سے بواپسی اطلاع دیں اس کا جواب کئی گھنٹہ بعد آریہ سماج کیطرف سے یہ آیا۔ کہ سابقہ جلسہ گاہ چونکہ کمیٹی کی جگہ میں تھی۔ وہاں مناظرہ کرنے کی اجازت کمیٹی نے منسوخ کردی ہے۔ اسلئے کوئی جگہ تجویز کرکے جلسہ کا انتظام کیا جائیگا۔ جس کے جواب میں پھر لکھا گیا۔ کہ گول باغ پبلک جگہ ہے۔ جہاں آج سے قبل ہر قوم وملت کے جلسے ہوتے رہے۔ اور مناظرے بھی ہوئے۔ اس لئے اس سے بہتر جگہ کوئی نہیں ہے وہاں آجائیں۔ آریوں نے اس کا جواب دیا کہ گول باغ کیلئے اجازت لیلو۔ پھر ہم آسکتے ہیں۔ یہ فضول عذر محض اسلئے تھا۔ کہ کالیچرن اور چرنجی لال دونوں مناظر نکمے رہ چکے تھے۔ آریوں کی کمریں ٹوٹ گئی تھیں۔ وہ تار پر تار دہرم بھکشو کو دے رہے تھے۔ جو بیچارہ امرتسر میں احمدیوں کے رگڑے میں ایسا پھنسا ہوا تھا۔ کہ چھوٹ نہ سکتا تھا۔ لہٰذا بہانے اور حیلے کرکے دن گذارتے تھے۔ پھر انکو لکھا گیا کہ گول باغ میں کسی اجازت کی ضرورت نہیں۔ وہ پبلک جگہ ہے یہ رقعہ آریہ سماج کے نام ۵ بجے بعد دوپہر بھیجا گیا۔ مگر سیکرٹری آریہ سماج اپنے مکان اور مندر وغیرہ قیامگاہ پر نہ ملا۔ اور عمداً روپوش ہوگیا۔ تاکہ کسی طرح آج کا مباحثہ جو دیانند کے متعلق ہے ٹل جائے۔ جب ہمیں معلوم ہوا کہ سیکرٹری آریہ سماج عدم پتہ ہے۔ تو ہم نے دو روپیہ خرچ کرکے تمام شہر لائلپور میں منادی کرائی۔ کہ آریہ سماج کے سیکرٹری پانچ بجے سے گم ہیں۔ ہماری چٹھی انکی تلاش میں پھر رہی ہے۔ اگر کسی صاحب کو انکا پتہ لگے تو ہمیں اطلاع دیں۔ ہم اس پتہ دینے والے کا شکریہ ادا کریں گے۔ اور ساتھ ہی یہ منادی کرائی کہ شام کو ۸ بجے گول باغ میں ایڈیٹر فاروق کا لیکچر ہوگا۔ یہ منادی اپنی نوعیت میں بالکل اچنبہ تھی۔ شہر بھر میں پتہ لگ گیا کہ آریہ سماج کا سیکرٹری ۵ بجے سے گم اور مفقود الخبر ہے۔ چنانچہ رات کے ۹ بجے انکی آواز گول باغ میں دوران لیکچر میں سنی گئی۔ کہ میں آگیا ہوں۔ مگر یہ نہیں بتایا کہ گئے کہاں تھے۔ جہاں سے منادی کرانے پر واپس آئے ہیں۔ مختصر یہ کہ آج کا مناظرہ آریوں نے اس طرح ٹالا۔ اور گول باغ میں خاکسار ایڈیٹر فاروق نے تمام واقعات بالا عام پبلک کو سنائے۔ جو قریباً دو ڈھائی ہزار کا مجمع ہر قوم وملت کے اصحاب کا تھا۔ اور یہ دن بھی ختم ہوگیا۔

پانچواں دن ۲ نومبر

۲ نومبر کو دوپہر کی گاڑی سے دہرم بھکشو امرتسر سے چھٹکارا پاکر لائلپور پہونچگیا۔ اس کے پہونچتے ہی آریہ سماج لائلپور کے دم میں دم آیا۔ اور جھوٹ ہمارے رقعہ کے جواب میں لکھ بھیجا کہ مناظرہ گول باغ میں ہی منظور ہے۔ دہرم بھکشو کے آتے ہی گول باغ کی اجازت وجازت سب بھول گئی۔ مگر اصل میں یہ بھی ایک سنبھالا تھا۔ جو بعد میں ظاہر ہوگیا۔ کہ لائلپور میں ایک نامعقول مجہول "اتحاد کمیٹی" بنی ہوئی ہے جس کے ممبر اکثر ہندو یا چند ہندو پرست ہیں۔ جنہوں نے ہوشیاری سے ایک احمدی ممبر بھی پھنسا لیا ہے۔ یہ کمیٹی آریہ سماج اور احمدیہ جماعت کے مناظرہ میں حائل ہوگئی۔ اور سر توڑ کوشش کرکے مناظرہ کو بند کرالیا یہاں تک کہ کوئی ایسا لیکچر بھی جو کسی مذہب کے خلاف ہو تاقیام سائمن کمیشن نہ دیا جائے۔ اور اس پر فریقین کے نمایندوں کے دستخط کراکر منادی کرادی کہ آئندہ کوئی مناظرہ نہ ہوگا۔ اور ناک رگڑ پاؤں جوڑ کر دہرم بھکشو کو اس روز ہی رات کو لائلپور سے باہر کر دیا۔ اور ہمیں آکر کہا کہ آریہ مناظر کو رخصت کر دیا ہے۔ اب آپ کوئی اس کے خلاف لیکچر وغیرہ نہ دیں۔ اس طرح یہ پانچواں دن مناظرہ کا ختم ہوا۔ لیکن بروئے پروگرام ۳ نومبر تک مناظرہ تھا ہم نے احتیاطاً ۳ نومبر کو ٹھیک بجے رات تک لائلپور کو نہ چھوڑا۔ اور ایک لیکچر نہرو رپورٹ کے خلاف مسلمانوں کے عظیم الشان جلسے میں گول باغ میں دیا۔ اور باتفاق رائے حاضرین جلسہ یہ ریزولیوشن پاس ہوا کہ نہرو رپورٹ مسلم مفاد کے بالکل خلاف ہے۔ اور لائلپور کی مسلم پبلک کا یہ جلسہ اس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہے۔ اور اسکو قطعاً منظور نہیں کرتا۔ اس طرح مباحثہ کا آخری دن اس کار خیر سے اختتام پذیر ہوا۔ اس جلسہ میں ہندو سکھ مسلم اصحاب کی حاضری قریباً دو ہزار تھی۔ فللہ الحمد۔

شکریہ احباب

لائلپور میں اس موقعہ پر جس قدر اخلاص اور سرگرمی سے چوہدری عصمت اللہ صاحب وکیل اور ان کے تمام خاندان نے کام کیا۔ وہ انکا ہی حصہ تھا۔ اللہ تعالیٰ انکو بڑے بڑے اجر عطا فرمائے۔ آمین!

علاوہ دیگر تمام انتظام جلسہ وغیرہ کے جس میں دوسرے احباب بھی کسیقدر ان کا ہاتھ بٹاتے رہے۔ مہمانداری کا تمام بوجھ انہوں نے اپنے ذمہ لیا۔ جسکو ان کے والد ماجد چودہری فضل احمد صاحب نے نہایت فراخدلی سے انجام دیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ بیرونجات سے بھی بہت سے مہمان آئے ہوئے تھے۔ جموں اور گجرات سے اور قریب قریب کے علاقہ لائل پور سے مہمان آئے جن کی مہمان نوازی چوہدری صاحب کرتے رہے۔ ہمارے معزز دوست ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب آف موگا بھی آجکل اسی علاقہ میں کام کرتے ہیں۔ انہوں نے بھی اپنا تمام وقت اس خدمت دین میں صرف کیا۔ آپ دیہات سے ہر روز آتے اور جاتے رہے۔ آپ نے لیکچر بھی نہایت قابلیت سے دیا نہایت روشن خیال اور ذی علم احمدی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان پر برکت نازل کرے آمین!

تذکرۃ المہدی

یہ وہ نایاب کتاب ہے کہ جو ۱۹۱۳ء میں مکرمی پیر سراج الحق صاحب نعمانی نائب سرساوی احمدی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان چشم دید حالات کو جو پیر صاحب نے ۲۰ سال تک حضور علیہ السلام کی صحبت بابرکت میں رہکر خود مشاہدہ کئے تھے۔ اخبار الحق دہلی میں شائع کئے۔ اور تمام احمدی قوم اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ملاحظہ سے حرفاً حرفاً گذری۔ اور سب نے بے انتہا اس کی تعریف کی۔ اور نہایت مفید بیان فرمایا۔

احباب کے اصرار پر خاکسار ایڈیٹر فاروق نے ۱۹۱۵ء میں اسکو کتابی صورت میں یکجا جمع کر دیا۔ جو ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگئی۔ اب اس کے صرف دو نسخے دستیاب ہوئے ہیں۔ ۳۶۹ صفحہ کی کتاب ہے اور موجودہ قیمت اس کی پانچ روپے (ہ) فی نسخہ علاوہ محصول ڈاک ہے۔ اگر کوئی شائق ہو تو وہ جلد منگالیں۔ ورنہ پھر یہ کتاب نہ ملیگی۔

پتہ

مینجر فاروق قادیان ضلع گورداسپور

مختصر فہرست کتب فاروق بک ایجنسی قادیان محصول ڈاک بذمہ خریدار

قیمت	نام کتاب
	سلسلہ کی کتابیں
لعہ	تبلیغ رسالت سوائے جلد پنجم و ششم کے جلد اول عہ۔ جلد دوم ۸؍ جلد سوم ۱۲؍ جلد چہارم عہ۔ جلد ہفتم ۱۲؍ جلد ہشتم عہ جلد نہم عہ جلد دہم عہ۔ ان جلدوں میں حضرت مسیح موعودؑ کے نایاب اشتہارات ۱۸۷۸ء سے لیکر ۱۹۰۸ء تک جمع کردئے ہیں۔
۳؍	التنقید۔ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے رسالہ قبر مسیح کا مسکت و دندان شکن جواب
۳؍	صادق کلمات۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے رسالہ ہفوات مرزا کا جواب لاجواب
۲؍	فیصلہ الٰہی۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری کا آخری فیصلہ اور اسکی اصل حقیقت کا انکشاف
۴؍	مرقع ثنائی۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری کا وہ پرچہ اخبار جس میں امرتسری نے مباہلہ سے انکار کیا تھا
۸؍	فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی امرتسری کے مسلمات پر خدا نے جو آخری فیصلہ فرمایا کہ ثناء اللہ کو زندہ رکھ کر حضرت مسیح موعود کی صداقت کو ثابت کردیا۔ اسکی مکمل بحث۔ اور اس کے ساتھ حضرت اقدس کے اصلی خط کا عکس اتار کر شائع کیا گیا ہے۔
۶؍	علماء خلف۔ ندوۃ العلماء نے علماء سلف کے نام سے ایک کتاب شائع کی جس میں گذشتہ علماء کے اخلاق اور دینداری کے نمونے پیش کئے گئے تھے خاکسار ایڈیٹر فاروق نے اس کتاب کا مصرع ثانی علماء خلف کے نام سے لکھ کر موجودہ علماء کی بیدینی اور شرارتوں اور اخلاقوں کا صحیح فوٹو اتار کر پیش کرکے دکھادیا کہ سلف جن کے وہ تھے۔ خلف ان کے یہ ہیں۔ . . . . .
	ثنائی فرار اور مباہلہ سے انکار۔ حضرت اقدس مسیح موعود نے جب امرتسری کو مباہلہ کیلئے لکھا گیا۔ امرتسری نے ہمیشہ انکار کیا۔ اور فرار اور کبھی اس فیصلہ کیطرف نہ آیا۔ اس رسالہ میں دلچسپ حالات ثناء اللہ صاحب کے ہیں
۲؍	
۸؍	مباحثات مونگیر۔ حصہ اول و دوم قابل دید
عہ	عشرہ سوالات کے جوابات۔ غیر احمدیوں کے علما نے جو سب سے بڑے دس سوالات ایسے کئے تھے جن کا جواب ان کے خیالات میں سلسلہ احمدیہ نہیں دیسکتا تھا۔ ان کے مکمل اور مفصل و مدلل ایسے جواب لکھے گئے ہیں۔ کہ انشاء اللہ قیامت تک نہ بھولیں گے چند نسخے باقی ہیں۔ جلد منگائیے۔ بہتر کتاب ہے
۱۲؍	النبوۃ فی الالہام وفی الاحادیث ۲ حصہ قابل دید . . . . . .
۵؍	ثنائی ہرزہ درائی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی وہ تمام گالیاں ردیف وار الف سے لیکر ی تک اس رسالہ میں جمع کردی ہیں۔ جو ثناء اللہ نے حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ اولؓ و دیگر اراکین جماعت کو اپنے اخبار اہلحدیث اور مرقع کے ذریعہ دیں
۵؍	چودھویں صدی کا یہودی۔ مولوی ثناء اللہ نے ایک رسالہ چودھویں صدی کا مسیح شائع کیا تھا اسکے مقابلہ میں یہ رسالہ امرتسری کی شان میں لکھا گیا۔
۲؍	احمدی نمبر اول۔ یہود و نصاریٰ کے ساتھ غیر احمدی علماء کی مماثلت حسب پیشگوئی آنحضرت صلعم ثابت کی گئی ہے
۴؍	بحر حقیقت۔ محمد علی مونگیری علیہ ما علیہ کے مریدوں کے رسالہ کا جو حضرت اقدس کے خلاف شائع ہوا تھا تحقیقی جواب۔
۲؍	ازہاق الباطل۔ مولوی محمد علی صاحب امیر پیغام کے سابقہ عقاید جن میں حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت و رسالت حقیقی کا اقرار ہے
۲؍	رسالہ گوشت خوری۔ مضمون نام سے ظاہر ہے

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام خود میر قاسم علی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر فاروق منزل قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا۔